

## صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی خیبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 04 اگست 2015ء بمطابق 18 شوال

1436 ہجری بعد از دوپہر چار بجکر پانچ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

### تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔  
وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّا كُنَّا كَرَّةً فَنَتَّبِعُ اللَّهُ مَنَّا كَمَا تَبَعُونَا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَالِرِينَ مِنَ النَّارِ۔

(ترجمہ): اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر خدا کو شریک (خدا) بناتے اور ان سے خدا کی سی محبت کرتے ہیں۔ لیکن جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی کے سب سے زیادہ دوستدار ہیں۔ اور اے کاش ظالم لوگ جو بات عذاب کے وقت دیکھیں گے اب دیکھ لیتے کہ سب طرح کی طاقت خدا ہی کو ہے۔ اور یہ کہ خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔ اس دن (کفر کے) پیشوا اپنے پیروں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور (دونوں) عذاب (الہی) دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ (یہ حال دیکھ کر) پیروی کرنے والے (حسرت سے) کہیں گے کہ اے کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں اسی طرح ہم بھی ان سے بیزار ہوں۔ اسی طرح خدا ان کے اعمال انہیں حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے۔ وَآخِرُ الدَّعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

## اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جزاک اللہ۔ یہ کچھ چھٹی کی درخواستیں ہیں: جناب محمود خان، وزیر آبپاشی 04-08-2015، جناب ملک قاسم خٹک 04-08-2015، جناب سردار سورن سنگھ 04-08-2015 تا 05-08-2015، جناب ملک شاہ محمد 04-08-2015 تا 05-08-2015، جناب شکیل احمد صاحب 04-08-2015، محترمہ نادیہ شیر صاحبہ 04-08-2015، راجہ فیصل زمان صاحب 04-08-2015۔ منظور ہے جی؟

اراکین: جی ہاں۔

جناب سپیکر: اچھا، آج ہم نے ایک Topic پہ کہا تھا کہ سیلاب کے اوپر ممبران صاحبان اپنا Opinion بھی دیں گے، تجاویز بھی دیں گے اور اس پہ اس وقت ہمارے پاس جناب عبدالستار صاحب، جناب لطف الرحمان صاحب، سردار حسین صاحب اور سردار اورنگزیب نلوٹھا، جناب سکندر حیات اور محمد علی شاہ صاحب کے نام آئے ہیں۔ باقی بھی جو بات کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بعد میں ان کو موقع دوں گا، تو میں سب سے پہلے نلوٹھا صاحب! آپ تیار ہیں تو میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ عبدالستار صاحب، عبدالستار صاحب، پلیز۔

جناب عبدالستار خان: شکر یہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: عنایت خان! آپ پلیز جو جو پوائنٹس ہوں، ان کو نوٹ کر لیں۔

جناب عبدالستار خان: آج آپ نے مجھے اس قومی مسئلے پر اس ہاؤس سے مخاطب ہونے کے لئے ٹائم دیا، میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب سپیکر! حالیہ سیلاب جس نے ہمارے ملک کو خصوصاً ہمارے صوبے کو بڑا متاثر کیا ہے، یقیناً قومی المیہ ہے۔ ہمارے ایوانوں میں ایک روایت رہی ہے کہ ایسی قدرتی آفات میں بھی لوگ، بعض لوگ سیاسی بنیاد پہ اس کو لے رہے ہیں تو میں قطعاً اس کا قائل نہیں ہوں۔ سیلاب ہو، زلزلہ ہو، خشک سالی ہو، قدرتی آفات، یہ تو قومی المیہ ہوتے ہیں لیکن بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی اور اس صوبے کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے میں چاہوں گا کہ ہمیں قومی طور پر اس میں محتاط ہونا ہے اور ان آفات کو ہم روک نہیں سکتے ہیں لیکن اس کی پیشگی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں، ان کو کم کر سکتے ہیں، مصیبت میں مبتلا اپنے لوگوں کی

مدد کر سکتے ہیں۔ اس اسمبلی کی، ایوان کی ذمہ داری ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے اور سب سے بڑھ کر Voluntarily ہم سب عوام پر یہ بات لازم ہے، اس بات میں جناب سپیکر! بحیثیت قوم مجھے وہ زمانہ یاد آتا ہے جب 2005ء کا زلزلہ آیا، خصوصاً ہمارے ہزارہ میں، مانسہرہ، کوہستان، بنگرام اور AJK میں اور ساتھ شانگلہ، تو ایک بات مجھے ذاتی طور پر بھی محسوس ہوئی اور نوٹ بھی کیا کہ پنجاب کے ان علاقوں سے ہماری مائیں بہنیں، میں چشم دید گواہ ہوں even اپنے اس حد تک لوگ آئے Voluntarily انہوں نے اس میں شرکت کی اور اپنے زیور تک پنجاب کے لوگوں نے اور سندھ کے لوگوں نے نچھاور کئے۔ اس کے بعد جو 2010ء کا سیلاب آیا، بدترین سیلاب تھا، تاریخ کا بہت بڑا سیلاب، اس نے ہمارے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا، اس میں بھی تقریباً یہی حالات رہے ہیں۔ جب گزشتہ سال پنجاب میں سیلاب آیا تو میں سچی بات کہوں جناب سپیکر! میرے خیال میں ہمارے صوبے سے عوامی طور پر وہ Response نہیں گیا ہے، ہم نے اس اسمبلی نے، باقی ہمارے عوام نے پنجاب کے ساتھ وہ رویہ، وہ قربانی کے جذبے کا اظہار میرے خیال میں ہماری طرف سے نہیں آیا، اس بات کو ہم نے محسوس کرنا ہے اور آج جو وہاں حالات ہیں، اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو سرکاری رپورٹیں ہیں، تقریباً 59 ہمارے ہاں جانی نقصان ہوا ہے، املاک کے لحاظ سے، انفراسٹرکچر کے لحاظ سے بہت بڑے نقصانات ہوئے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ چترال سب سے زیادہ متاثر ہے، چترال سب سے زیادہ متاثر ہے، چترال کے اندر کے علاقوں میں جو سڑکیں ہیں، وہ بالکل ختم ہیں، پل گر گئے ہیں اور اس میں بڑی جنگی بنیاد پر ہماری حکومت کو اور ہم سب نے اس کی طرف دھیان، ان کو بحال کرنا ہے۔ باقی پورے صوبے میں جہاں پہ بھی سیلاب کی وہ ہیں، اس کو ہم کم نہیں کر سکتے، تو کم از کم اتنا کر سکتے ہیں کہ ہمیں آج گورنمنٹ کی طرف سے ایک پالیسی آئے، پالیسی کا اعلان ہو جس طرح پنجاب میں ہوا ہے کہ جو جائیں ضائع ہوئی ہیں، ان کا کیا Compensation کریں، جو املاک تباہ ہو گئیں، مکانات تباہ ہو گئے، ان کی کیا پالیسی ہے حکومت کی اور جو انفراسٹرکچر تباہ ہوا، اس کے لئے کیا حکمت عملی ہے حکومت کی؟ یہ بات واضح ہونی چاہیے۔ میں اپنے حلقے کی بات بھی کروں گا جناب سپیکر! میرا علاقہ جو ہے، اس صوبے کا آخری حلقہ ہے اور سب سے بڑا حلقہ بھی ہے اور اس کی آبادی کالام سے لے کر کاغان تک ویلیز میں ہے جو مجھے اطلاعات ہیں، جو میں نے دیکھا

ہے، وہاں پہ جو میں نے معلومات لی ہیں، اس میں راز کا ویلی بہت بڑی متاثر ہوئی ہے، کندیا میں سیال درہ بہت بڑا متاثر ہوا ہے، اس کا کوئی ایک راستہ، ایک پل، ایک سڑک باقی نہیں ہے، ان کا راستہ Cut off ہوا ہے، ان کے لوگ باہر نہیں آسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ گبر ویلی میں بھاشا میں، سپٹ ویلی میں جو ہماری ڈسٹرکٹ لیول کی سڑکیں ہیں، وہ تقریباً بالکل ختم ہو گئی ہیں۔ کوہستان میں یہ حالات اس لحاظ سے بھی مطلب باقی صوبے سے منفرد ہیں کہ جب پانی آتا ہے، سیلاب آتا ہے تو واش ہو جاتا ہے پورے مکانات، روڈز وغیرہ سارے تو اس حوالے سے باقی صوبے کے ساتھ کوہستان کے حوالے سے بھی میں گزارش کروں گا کہ حکومت کو آج ان کے Compensation کے لئے ایک واضح پالیسی دینا ہوگی، اس میں مقامی نمائندوں کو بھی اعتماد میں لے، ایڈمنسٹریشن کو اعتماد میں لے۔ میرے خیال میں جو حالیہ سیلاب ہے، اس میں ایک بہت بڑی، جو میں اس چیز کو محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان کوئی Co-ordination نہیں ہے، مقامی انتظامیہ، پی ڈی ایم اے اور صوبائی حکومت اور مقامی نمائندوں کی Co-ordination نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی بندہ اپنی ذمہ داری وہاں پہ محسوس نہیں کرتا ہے، ہر ایک جگہ میرے خیال میں یہی صورت حال ہے۔ اس میں میں کہوں گا کہ حکومت اپنی پالیسی واضح کرے اور اس میں ہم بحیثیت قوم سارے اپنے بھائیوں کی، اپنی ماؤں کی، اپنے اس علاقے کے لوگوں کی، ہر فرد اپنی ذمہ داری ادا کرے۔ و آخر الدعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

جناب سپیکر: سردار حسین بابک۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب، ڀیرہ زیاتہ مننہ کوؤ چہ نن تاسو پہ ٲولہ صوبہ کبني ڊ بارانونو پہ وجہ، ڊ سیلابونو پہ وجہ چہ کوم نقصانات شوی دی، ڊ هغی موقع راکړه۔ سپیکر صاحب! ڊ ډیرې لوٲې بد قسمتی نه په ٲولہ صوبه کبني او بیا خصوصاً چترال کبني ډیرہ زیاتہ تباھی شوې ده، قومی املاکو ته، ذاتي املاکو ته ډیر زیات نقصان رسیدلے دے او زما یقین دا دے چہ په ٲولہ صوبه کبني ڊ ٲولو نه زیات نقصان چہ دے هغه په چترال کبني ڊ سیلابونو پہ وجہ باندي رسیدلے دے او بیا په صوبه کبني نور هم چہ کومې ضلعي دی، بد قسمتی نه هلته هم کافی تاوان رسیدلے دے، ڊ خلقو کاروبارونو ته، ذاتي املاکو ته، قومی املاکو ته او بیا ډ ډیرې لوٲې بد قسمتی نه ډیر خلق هم پکبني

وفات شوی دی۔ سپیکر صاحب! سیلاب یا قدرتی آفت چي دے، دا خو ظاہرہ ده د الله تعالیٰ د طرف نه یو ډیر لوئي امتحان وی او زما یقین دا دے چي په دې امتحان کښي د حکومتونو سره سره د ټولو ذمه واری جوړیږي چي ډیر په استقامت سره او ډیر په حکمت عملی سره چي تر څومره حد پورې کیدي شي چي د هغې نقصان تلافی اوشي او د هغې ازاله اوشي او زمونږ به غوښتنه هم د حکومت نه دا وی چي تر څومره حده پورې کیدي شي چي دا نقصانات شوی دی چي زرت زرد هغې اندازه ولگي که ذاتی نقصانات شوی وی چي د هغې اندازه ولگوي او که قومی نقصان شوی دے هم چي د هغې اندازه ولگوي او بیا چي کوم خلق وفات شوی دی، پکار ده چي هغوی ته څومره حده پورې Compensation کیدي شي ځکه چي د انسان د وجود او د انسان د ژوند Compensation نشي کیدي، د هغې قیمت نه وی خو بیا هم د هغه متاثره خاندانونو سره د همدردی د پاره، د یکجهتی د پاره که کیدي شي چي حکومت فوری توگه باندي هغه زخمیانو ته، هغه مړو ته Compensation او کړي، نو زما یقین دا دے چي دا به ډیره زیاته بهتره خبره وی۔ سپیکر صاحب! بیا په دې خبره ډیر زیاته پریشانه شو چي په سوات کښي، په چترال کښي چي کله دا ډیره لویه تباهي راغله، زمونږ د صوبې وزیر اعلیٰ صاحب په اوومه ورځ باندي چترال ته لاړو، په اوومه ورځ او دا ډیره زیاته د افسوس خبره وه، مونږ کتل چي وزیر اعلیٰ صاحب په خپل د روټین په مصروفیاتو کښي مصروفه وو او بیا په دویمه ورځ باندي اخبار کښي بیان راغے چي د چترال نقصاناتو د پاره سوارلس لکھے روپي چي دی، هغه مونږه ورکړلې۔ زما دا خیال دے سپیکر صاحب! په داسي وخت کښي چي د دې صوبې یوه ډیره اهمه ضلع چي په جغرافیائی توگه باندي د دې صوبې د ټولو نه لویه ضلع ده، په هغې کښي پلونه، په هغې کښي سکولونه، په هغې کښي روډونه، په هغې کښي هسپتالونه، کورونه چي دی، په مکمله توگه تباہ شو او د صوبې وزیر اعلیٰ په اوومه ورځ باندي هغې ضلعې ته ځي، دا ډیره زیاته د افسوس خبره وه او خدائے شته بیا چي کله عمران خان صاحب لاړو نو مونږ ډیر زیات خوشحاله شو، هغه ظاهره خبره ده قامی لیډر دے، هغه سره به

وخت نه وو خو چي کله بيا دا پته اولگيده چي عمران خان صاحب چترال ته لارو،

د هغه د خورئي نکاح وه هلته په چترال کبني (مداخلت)

جناب سپيکر: خيز هلته کبني، نه سوري، بالکل چونکه----

جناب سردار حسين: سپيکر صاحب! زما يقين دا دے چي تاسو ما له فلور را کريدے۔

جناب سپيکر: نه، Just----

جناب سردار حسين: او زه چي خه وایم، دا به زما کتاب کبني ليکلي شي۔

(شور)

جناب سپيکر: آپ مهرباني کريں، يہ اجلاس کے دوران آپ شور نہ کریں، آپ Kindly اس کو توجہ دیں۔

جی بسم اللہ۔

جناب سردار حسين: سپيکر صاحب، تاسو ما له فلور را کريدے او زه سياسي خبره

کوم۔

جناب سپيکر: اوکے۔

جناب سردار حسين: ظاهره خبره ده، زه داسي خبره نه کوم او که داسي خبره کوم،

دا خوتا سوته حق دے هغه Expunge کړئ۔ دا بيا زه دا گنرم چي دا زمونږ په

زخمونو باندې مالگې دوړول وو۔ مونږ په دے صوبه کبني د حکومت نه او بيا

ظاهره خبره ده چي عمران خان خود دے قامي ليډر، د هغه نه به زمونږ دا توقع وي

چي هغوی دلته راځي، مونږ په دې پوهيږو ټول چي سيلاب راغله دے، باران

راغله دے، دې پي ټي آئي نه دے راوستے، د الله د طرف نه وه، دا يوې پارټي

نه دے راوستے خو په داسي وخت کبني چي زمونږ وجود زخم زخم وي، مونږه دا

طمعه کوو چي دا قامي ليډران به راځي، زمونږ په هغه زخمونو باندې به پټي

لگوي خو دا خبره زمونږ د پاره بيا ډيره زياته ډيره زياته د خفگان شوله، زه وایم

چي مونږ پورې د قامي ليډران ټوکې نه کوي۔ دلته خبره اوشوه او بالکل دا يو

رجحان دلته دے، بدقسمتي نه که دلته په لکھونو آئي ډي پيز زما دلته پراته وي

نو مرکزی حکومت او صوبائي حکومت به وائي چي نه دلته به اين جي اوز نه

راځي، مونږ په دې منطق نه پوهيږو، پخپله هم امداد نشي کولے او هغه خلق به

هم منع کوی، پکار داده چې مونږ په داسې سختو حالاتو کېښې، دا د عامو خلقو هم ذمه داری جوړېږي، دا د این جی اوز هم ذمه داری جوړېږي، دا د این جی اوز هم ذمه داری جوړېږي، دا د مرکزی حکومت هم ذمه داری جوړېږي، دا د صوبائی حکومت هم ذمه داری جوړېږي او زه د چترال په معامله کېښې بیا د وزیراعظم صاحب شکریه ادا کومه چې وزیراعظم صاحب چترال ته راغی نو درې اربه روپۍ اعلان ئے او کرو او پنځوس کروړه روپۍ نور اعلان ئے او کرو، مونږ نن په دې انتظار یو چې صوبائی حکومت د چترال د پاره او په باقی صوبه کېښې چې کوم سیلابونه راغلي دي یا کومه تباهی شویده، مونږ ته کم از کم دا اندازه نشته، دا حکومت که مونږ ته او وائی چې دوی څومره اعلان کړیدے او په عملی توگه باندې څومره کار هلته روان شویدے؟ سپیکر صاحب، مونږ دا غوښتنه د حکومت نه کوو چې بعضې مسئلې داسې وی چې هغه ډیره لویه فوری سنجیدگی غواړي او فوری اقدامات غواړي، دا هغه مسئله ده. دلته صوبائی حکومت د درینمو سوو ډیمونو اعلان کړیدے، ما چې هغه ډیمونو په حساب، مونږ خو په دې خوشحاله شو چې مونږ وئیل چې په دې صوبه کېښې چې سیلابونه راځي نو Reservoirs به جوړ شي، واره واره ډیمونه به جوړ شي او چې دا سیلاب راځي هغه سیلاب به نه راځي، Irrigated land کېښې به اضافه اوشی. مونږ چې په غنمو باندې کومه سبسډی ورکوو، د هغې نه به خلاص شو. ما ته چې کله اندازه اوشوه چې دا درینم سوه ډیمونه چې دی، د دې نه چې کومه بجلی په میگا واټ کېښې پیدا کيږي، میگا واټ کېښې به نه پیدا کيږي، هغه به کلو واټ کېښې پیدا کيږي لکه باره کلو واټ یو بلب دے، څلورو کورونو له بجلی ورکوي، پینځو کورونو له به بجلی ورکوي، هغه درینم سوه ډیمونه، ډیمونه نه، که زه ورته او وایم چې هغه د ډیمونو فوټو سټیټ دے، فوټو سټیټ نو دا به غلطه خبره نه وی. دا د میدیا د Hype create کولو د پاره چې پی پی آئی حکومت درینم سوه ډیمونه جوړوي، چې تپوس اوشو چې دا درینم سوه ډیمونه به څومره میگا واټ بجلی پیدا کوي؟ د هغه درې نیم سوه ډیمونو نه به دولس میگا واټه بجلی پیدا کيږي، دا دې صوبې پورې خدا نه ده؟ دا د دې صوبې خلقو پورې خدا نه ده؟ نه ده پکار داسې چې، مونږ منو چې په دې وطن کېښې یو Media hype

The one way create ڪرڻ ۽ ٻي آئي ۽ وجه باندې، د هغوی په میڊیا باندې or the other way د هغوی لږه غلبه ده خو مونږ نور د ڊي حکومت نه دا غوښتنه ڪوڙ چې دوی د راپاڅي هغه اهمو مسئلو ته او د سیلاب دوران کښي ډیر ذمه داره ذمه داره خلق حکومتی عهدیداران د ڊي حکومت هغوی ته دومره فرصت نه وو چې هغوی د لار شی، هغه غم ځپلو خلقو سره د غم شریک کړی، هغوی د لار شی هغه متاثره خاندانو سره د همدردی او کړی۔ دا پیغام چې دے دا بڼه پیغام نه دے سپیکر صاحب! زه په ډي باندې نوره خبره نه کول غواړمه خو دا ضرور وئیل غواړم چې حکومت د ډي مسئلې ته ډیر زیات سنجیده شی، ډیر لویې تاوان شویدے، پکار دا ده چې نن د حکومت د سائډ نه جواب راځی چې د هرې ضلعې اندازہ هغوی ته لگیدلې وی چې په ډي ضلع کښي دومره تاوان شویدے او حکومت د هغې د پاره ایلوکیشن دومره کړیدے، پکار دا ده چې نن د حکومت د طرف نه کوم جواب راځی چې دا پته اولگی چې او په ډي ضلع کښي دومره جانی نقصان شویدے او هغوی ته دومره Compensation یا ملاؤ دے یا د ملاویدو د پاره سنجیده گام پورته شویدے۔ سپیکر صاحب! زمونږ به دا غوښتنه وی چې فوری طور باندې په ټوله صوبه کښي د ډي فلډز د پاره، د ډي قدرتی آفات د پاره چې کوم سیل جوړ دے چې هغې ته دا ټاسک ملاؤ شی چې هغه تخمینہ جات چې دی، هغه برابر پته اولگی او د هغې د پاره فوری طور باندې زه تاسو له مثال درکوم چې زمونږ په حکومت کښي سیلابونه راغلل، په هغه وخت کښي مونږ د ډي صوبې ټول ډیویلمنټ بجټ چې وو، هغه مونږه فریز کړو، هغه مونږه ستاپ کړو او مونږه ټول Divert کړو هغه فنډ هغه قدرتی آفت طرف ته، دلته کښي انسانی آفت راغے، هم زمونږه حکومت هغه قدم پورته کړو چې هغه ټول فنډ چې دے، هغه مونږه فریز کړو او هغه فنډ مونږه Divert کړو۔ دلته کښي قدرتی آفت چې دے د بدقسمتی نه راغے، په تیر حکومت کښي هم مونږه هغه کار کړے وو، پکار دا ده چې دا حکومت په سنجیدگی باندې نن اعلان او کړی چې اگرچې هسي خو هم دلته ډیویلمنټ د الله فضل دے تراوسه پورې دوه کاله خو دوی پلاننگ کولو، Consultants ئے راوستل او اوس ئے پکښي دا کار شروع کړو چې احتساب کمیشن پکښي لا ځان له لگیا دے او



انتہی کرپشن پکبھی خان لہ لگیا دے او خی او بس جمعداری ئے جوہہ کپیدہ، حکومتی بہتہ د خلقو نہ اخلی، وائی چہ تہ دومرہ ریکوری راکرہ، تہ دومری ریکوری راکرہ، د ہغہ پہ وجہ باندہی خو تہول تیندرو لہ ہدو خوک راخی اوس نہ، نو چہ نہ راخی، غورہ خبرہ دا دہ چہ اوس دا کوم قدرتی آفت راغلی دے چہ د ہغہ د پارہ فنڈ Divert شی او خومرہ زر تر زرہ پورہ د ہغہ ادراک کیدے، د ہغہ ازالہ کیدے مونہ بہ د حکومت مشکور یو۔ دیرہ مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ یو وضاحت زہ کومہ، چونکہ عمران خان سرہ زہ خپلہ، چیف منسٹر صاحب او شاہ فرمان خان او عاطف خان او زمونہ تقریباً پورا کیبنت، مشتاق غنی صاحب دا وو، بالکل دا خبرہ چہ دے نو مطلب دا دے کہ دیکبھی چا انفارمیشن وی نو ہغہ انفارمیشن مناسب نہ دے، ہیخ قسم خہ داسہ فنکشن نہ وو شامل شوی او ہغہ ہم صرف د سیلاب متاثرینو د پارہ Activity وہ۔ جی جناب سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے کے اوپر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ یقیناً آج جو آپ نے اس ایشو کو اجاگر کرنے کے لئے یہ اس اجلاس میں سب ممبران اسمبلی کو اجازت دی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہاں پہ ان کے متاثرین سیلاب کے لئے اگر دو لفظ کہہ کر ان کے زخموں پر مرہم کی پٹی رکھ لیتے ہیں تو یہ بڑی بات ہے اور ان کے حق میں کوئی بات کر لیتے ہیں تو شاید اس میں بہتری آجائے۔ جناب سپیکر صاحب، اس میں کوئی شک نہیں کہ قدرتی آفات اللہ کے حکم سے آتی ہیں اور اس میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے چاہنے سے یہ چیزیں نہیں ہوتیں، صرف اتنی بات ضروری ہے کہ زلزلہ یا سیلاب کے بعد صوبائی حکومت کو اور مرکزی حکومت کو اس کی منصوبہ بندی ضرور کرنی چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح میرے دوستوں نے کافی بات کر لی ہے، میں یہ چاہوں گا کہ صوبائی حکومت اس کی وضاحت کر دے کہ سیلاب زدہ علاقوں میں جن لوگوں کی اموات ہوئی ہیں، جو زخمی ہوئے ہیں، جو مکانات گرے ہیں، جو سرکاری عمارتیں وہاں پہ تباہ ہوئی ہیں، جو سڑکیں تباہ ہوئی ہیں، اس کے لئے، جو عرصہ گزرا ہے، صوبائی حکومت ذرا یہ ایوان کو بتادے کہ ہم نے اس کی بحالی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ یہ میسج ان لوگوں تک پہنچنا چاہیے کہ حکومت ہمارے لئے، ہماری امداد کے لئے، ہمارے انفراسٹرکچر کی

بجالی کے لئے کیا کچھ کر رہی ہے؟ جناب سپیکر صاحب، یقیناً سب سے زیادہ نقصان سیلاب نے چترال میں تباہی مچائی ہے، ہم اپنے ضلع چترال کے تمام ان متاثرین کے لئے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور پورے صوبے کے اندر سیلاب کی وجہ سے بہت زیادہ نقصانات ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں 2010 کے بعد یہ دوسری دفعہ بہت بڑے سیلاب کی وجہ سے نقصانات ہوئے ہیں ہمارے صوبے میں، اس کے لئے حکومت وضاحت کرے کہ انہوں نے کیا منصوبہ بندی اس کے لئے کی ہے اور اس کی بجالی کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کروں گا جناب سپیکر صاحب، بد قسمتی سے میرے حلقے میں سیلاب سے بھی نقصان ہوا اور 24 اکتوبر کی رات کو دو بجے زلزلہ آیا وہاں پہ اور اس میں کچھ جانی نقصان بھی ہوا، چار پانچ لوگ مکان گرنے سے اس میں مر گئے، کوئی پندرہ بیس لوگ زخمی بھی ہوئے، دو سو سے زیادہ مکانات گر گئے اور سڑکیں ابھی تک بند ہیں جو نہیں کھل سکیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے نوٹس میں لانا ہماری ذمہ داری ہے، بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی، آگے حکومت اس کے لئے کیا اقدامات کرتی ہے، یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ایشوز ہیں، ان کے اوپر ہم بالکل سیاست نہیں چکائیں گے بلکہ حکومت کے ساتھ جو ہم سے ہو سکا، ہم بھرپور تعاون بھی کریں گے اور حکومت کے نوٹس میں یہ چیزیں لائیں گے اور حکومت کو جگانے کی کوشش کریں گے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہم سب کا نقصان ہے، پورے صوبے کے عوام متاثر ہوئے ہیں اور اسی صوبے کے عوام نے اس ایوان میں ہم سب کو بھیجا ہے اس لئے تاکہ ہم ان کے دکھ اور درد اور ان کی تکلیف کو یہاں پہ اجاگر کر سکیں۔ تو سپیکر صاحب! میرا یہی مطالبہ ہے کہ حکومت ذرا یہ بتا دے کہ جب سے سیلاب سے نقصانات ہوئے ہیں یا زلزلہ سے جو تحصیل حویلیاں میں نقصانات ہوئے ہیں، اس کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ جو لوگ اس میں جن کی اموات ہوئی ہیں، ان کے لئے حکومت کیا پیکیج دینا چاہتی ہے یا دیا ہے اور جو زخمی ہوئے ہیں، ان کے لئے کیا پیکیج دیا ہے؟ جو مکانات گرے ہیں جناب سپیکر! یہ اتنا لمبا اور Lengthy process ہے کہ جس شخص کا مکان گرا ہے یا وہ اس میں متاثر ہوا ہے تو وہ حکومت کی طرف اگر دیکھتا رہے گا کہ ایک سال کے بعد اس کو چیک ملے گا اور وہ مکان بنائے گا تو میرے خیال کے مطابق اس طرح اس کی کوئی امداد نہیں ہو سکے گی بلکہ وہ مزید پریشان ہو گا۔ کچھ چیزیں ہم اپنے لئے خود ہی پیدا کرتے ہیں، ایک دفعہ 2005 میں جس طرح عبدالستار خان نے کہا،

ہزارہ ڈویژن میں زلزلہ آیا تھا اور ہم الحمد للہ پاکستانی ایک قوم بن گئے تھے، جو جس کے پاس تھا وہ لیکرز زلزلہ زدگان علاقوں میں پہنچا تھا اور جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کو تو ہم نے اس طرح لینے کا طریقہ سکھایا تھا، یہ دینے والے بن گئے ہیں، انہوں نے کہا کہ جس کا مکان گرا ہے، وہ بھی پچیس ہزار لے اور جس کا نہیں گرا، وہ بھی پچیس ہزار لے، تو اس طرح انہوں نے پھر بھیک کی طرف دھکیل دیا، تو جناب سپیکر صاحب! اس دفعہ اس وقت ہمیں بچتی کی ضرورت ہے، اس صوبہ بھر کے عوم کو اکٹھا ہونا چاہیے، مقابلہ کرنا تو قدرتی آفات کا میں نہیں سمجھتا یہ بات یہ لفظ کہنا جائز نہیں لیکن ہمیں کم از کم اپنے دکھی بھائیوں کے دکھ میں شریک ہونا چاہیے اور جو جوان کے ساتھ ہم ہمدردی کا اظہار کر سکتے ہیں، وہ کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: سلیم علیزئی، سمیع اللہ علیزئی، سوری سوری۔

جناب سمیع اللہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سر میں بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے اس موضوع پہ بولنے کی اجازت دی۔ سر سب سے پہلے تو میں اپنے ایوان سے خاص طور پہ اور گورنمنٹ سے بھی یہ امید رکھتا ہوں سر کہ تقریباً ہر تین سال یا دو سال کے عرصے کے بعد بھی سیلاب Start ہو گئے ہیں اور ابھی جس طرح سیلاب ہیں، ابھی تو ساون کا موسم بھی ٹھہرا ہوا ہے خاص کر کے جس طرح کہ جو ہمارا ساؤتھ کا علاقہ ہے کہ کوہ سلیمان پہ بارش وغیرہ ہوتی ہے تو جو پانی فلیش فلڈ کے اس میں آتا ہے اور ابھی بھی تقریباً انڈس کے اندر ساڑھے چھ لاکھ کیوسک گزر رہا ہے سر، تو سر میری گورنمنٹ سے ایک پر زور اپیل ہے سر اگر ایک معاملہ ہر تیسرے سال ایک چیز آرہی ہے تو اس کے لئے جامع منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور اس کے لئے مطلب Major ایک فنڈز ہمیں دینے چاہئیں۔ اس کے علاوہ جو ہمارا انفراسٹرکچر ابھی تباہ ہو گیا ہے جی میں اپنے ساؤتھ کے بھی چترال والے بھائی یا جتنے بھی نارٹھ کے ہمارے دوست ہیں ان کے ساتھ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے 2010 کا فلڈ دیکھا ہوا ہے کہ ان کی زندگی جو ہے بالکل مفلوج ہو چکی ہوگی۔ اسی طرح جو ہمارے اضلاع ہیں سر تو اس میں ہزاروں ایکڑ ایسی فصلیں ہیں کہ چاول کی اگر فصل کاشت تھی، گنے کی کاشت تھی، وہ ساری کی ساری چاہے وہ انڈس ریور کا بیسن تھا اس کے اندر آرہی ہے یا جو فلیش فلڈز ہمارے آئے ہیں تو میری ایک حکومت سے پر زور اپیل ہے کہ مہربانی کر کے ان کا جلد از جلد ایک پراپر پالیسی دی جائے کہ جو لوگ اس میں فوت ہوئے ہیں جو لوگ اس میں زخمی ہوئے ہیں جو فصلات کا نقصان ہوا ہے یا

جو اضلاع سب سے زیادہ ہٹ ہوئے ہیں تو میں حکومت سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ خاص طور پہ جس طرح چترال کے بھائیوں کے ساتھ پوری ہمدردی کی جائے اور صرف زبانی جمع خرچ نہ ہو عملی کام اور تیز کام کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ جس طرح ہمارے ساؤتھ کے انڈر ڈیرہ اسماعیل خان یا جو لکی کے انڈر فلیش فلڈز وغیرہ آئے ہیں اس کا بھی بھرپور جائزہ لیا جائے تاکہ ان کے جو واٹر چینلز وغیرہ ہیں ان کی Desalting ہو اور جو دریا کا اور اس کے ساتھ جو Tributaries ہیں ان کے جو قدرتی چینلز ہیں اس کو بھی برابر کیا جائے۔ تاکہ یہ پانی جو ہے ہم صحیح استعمال بھی کر سکیں۔ اسی طرح جو آپ کی فصلیں وغیرہ تباہ ہوئی ہیں ادھر بھی پٹواری یا تحصیلدار کو بھیج کر اس پورے کے پورے اس کے لئے ہمیں ایک مکمل Data base ہو اور اس کے ساتھ جو ہے ان کی Compensation کی جائے۔ انہی الفاظ کیساتھ میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب مولانا لطف الرحمان صاحب۔

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت بہت شکریہ، جناب سپیکر۔ آج اسمبلی میں اہم مسئلے پر ڈسکشن ہو رہی ہے، جناب سپیکر! قدرتی آفات آتی رہتی ہیں جناب سپیکر! اور میرے خیال میں ایک تسلسل ہے۔ اگر آپ پچھلے پورے دورانیے پر نظر رکھیں، پچھلے سال، اس سے پچھلے سال اور اس سے پچھلے سال بھی جو سیلاب کی تباہ کاریاں ہوئیں جن سے انسانی جانوں کو نقصان ہوا اور املاک کو نقصان پہنچا اور لوگوں کی زندگی بالکل مفلوج ہو کر رہ گئی جناب سپیکر! لیکن آج بھی اس وقت بھی سیلاب کا پانی مختلف علاقوں سے گزر رہا ہے اور نقصانات کر رہا ہے جناب سپیکر، ہمارے پورے صوبے میں، چاہے آپ چترال سے لیں، ہمارا یہ ایریا آپ نے جو دریائے سندھ کے کنارے پر ہے، چاہے ہمارا ڈیرہ اسماعیل خان جو دریائے سندھ کے کنارے پر اپنی جگہ پر لیکن اوپر جو پہاڑوں سے پانی آتا ہے اور جس کی وجہ سے آج ہمارے پورے کے پورے گاؤں تباہ ہو گئے، ہماری پوری فصل تباہ ہو گئی جناب سپیکر! اور لوگوں کا جو روزگار ہے، وہ ہماری ان فصلوں سے ہے کہ اگر وہ تباہ ہو جائیں تو شاید ان کے اناج اور اس کا بھی مسئلہ بن جائے۔ الحمد للہ ہمارا ڈی آئی خان سائڈ پہ تو اس دفعہ جانی نقصان اس میں نہیں ہوا لیکن مالی نقصان بہت زیادہ ہے جناب سپیکر! لیکن اصل مسئلہ جو ہے وہ یہ ہے کہ ہم انتظار کرتے رہتے ہیں کہ قدرتی آفات نے آنا ہے اور تباہی مچانی ہے اور ہم نے اس کو دیکھنا ہے اور بعد میں بیٹھ کر اس پہ ہم نے بحث کرنی ہے اور اس کے لئے کیا

کرنا ہے، یہ تو ہم نے ضرور کرنا ہوتا ہے کہ جب سیلاب گزرتا ہے، نقصانات ہو جاتے ہیں، اس پہ تو ہم ضرور سوچتے ہیں لیکن ہم تسلسل کے ساتھ یہ دیکھ رہے ہیں اور تسلسل کے ساتھ یہ سیلاب آتے ہیں، نقصانات ہوتے ہیں اور پھر ہم اس کو بیٹھ کر رو رہے ہوتے ہیں اور پھر وہ انسانی زندگی کس طرح ہم بحال کریں، اس کے لئے ہم نے کیا کچھ کرنا ہے؟ اس پہ ہم سوچتے ہیں لیکن آج تک ہم نے اس بارے میں نہیں سوچا کہ اس سیلاب سے بچا کیسے جاسکتا ہے؟ اس کی تباہ کاریوں سے کیسے بچا جاسکتا ہے اور صرف نقصان عام لوگوں کا نہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ حکومت کا جو بنایا ہوا سٹرکچر ہوتا ہے، وہ بھی تباہ ہو کر رہ جاتا ہے لیکن ہم نے آج تک یہ نہیں سوچا کہ جو سیلاب آتے ہیں، اس سے بچا کیسے جاسکتا ہے؟ اور اس کو اپنے لوگوں کے فائدے کے لئے کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے جناب سپیکر! تو یہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کے لئے مستقل آپ کو یہ سوچنا پڑیگا اور اس کی پہلے سے کوئی آپ کو ایک منصوبہ بندی کرنا پڑیگی جناب سپیکر! کہ ان علاقوں میں ایسا ہم کیا کر سکتے ہیں کہ ان سیلاب سے ہم لوگوں کو فائدہ دے سکیں بجائے یہ کہ وہ نقصانات ہوں، سڑکیں ٹوٹی ہیں، علاقے منقطع ہو جاتے ہیں اور علاقے مفلوج ہو کر رہ جاتے ہیں، آج بھی چترال کے علاقوں میں لوگ مفلوج ہو کر رہ گئے اور پھر ان نقصانات کا ہم ازالہ کیسے کر سکتے ہیں ایمر جنسی بنیادوں پر؟ حکومت پارلیمنٹ کو یہ بتائے کہ کس طریقہ سے زندگی دوبارہ بحال ہو سکتی ہے اور یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ہم آگے کیا کر سکتے ہیں کہ آئندہ کے لئے ہم ان چیزوں سے بچ سکیں جناب سپیکر، تو ایک تو حکومت کو اس وقت فوری طور جو نقصانات ہوئے اس کا ازالہ وہ کیسے کر سکتے ہیں؟ حکومت ہمیں، پارلیمنٹ کو یہ بتائے، کس طریقے سے وہ زندگی دوبارہ بحال ہو سکتی ہے اور آئندہ کے لئے ہم کیا لائحہ عمل ایسا اختیار کر سکتے ہیں کہ جس کے لئے حکومت اس پہ کام کرے اور ہم اس کے نقصانات سے بچ سکیں جناب سپیکر! تو یہ جواب بظاہر ہم بیان کر رہے ہیں لیکن اگر آپ اس کو ذاتی طور پر جب آپ اس کو دیکھتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ وہ تکالیف جو لوگوں کی ہیں اور جو اس وقت ان تکالیف سے گزر رہے ہیں، وہ لوگ جناب سپیکر! وہ بیان کرنے کی نہیں ہیں جناب سپیکر، لہذا حکومت کو فوری طور پر ایمر جنسی بنیادوں پر اس پر کام کرنا چاہیے جن علاقوں کو نقصان پہنچا ہے اور ان کو ریلیف دینا چاہیے، جو آبیانے ہیں، اس میں ان کو اور جوان کے ٹیکسز ہیں، اس میں ریلیف ملنا چاہیے ان لوگوں کو تاکہ وہ اپنے نقصانات تو اپنی جگہ پر، کم از کم اس حوالے سے اگر ان کو

فائدہ پہنچ سکتا ہے تو وہ حکومت کو دینا چاہیے اور اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ بھرپور انداز میں سوچنا چاہیے کہ ہم اس میں ایسا کیا لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں کہ جو ہم ان نقصانات سے بچ سکیں جناب سپیکر۔ روزانہ کی بنیاد پر ہم سال بدلتے رہتے ہیں لیکن حالات نہیں بدلتے، سال بدلتے رہتے ہیں، حالات اسی طرح رہتے ہیں، اسی طرح نقصانات ہوتے ہیں جناب سپیکر! اور ہم اس حوالے سے اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ بس آئے گا ٹائم اور پھر جو ہے، مومن سون کا ٹائم آئے گا اور پھر تباہ کاری ہوگی اور پھر ہم بھیک کے لئے ہاتھ پھیلائیں گے اور باہر کی دنیا اور یہ جو ہمارے ریلیف فنڈز اور جو این جی اوز ہیں، اس کے لئے ہمیں پھر بھیک مانگنی پڑتی ہے کہ آئیں اور ہماری مدد کریں لیکن حکومت اس حوالے سے کچھ نہیں کر پاتی، لہذا ہماری یہ استدعا ہے کہ اس حوالے سے سوچنا ہے۔ یہ ہمارا صوبہ ہے ہم مستقل بنیادوں پر سوچیں اور اس کے لئے کام کریں اور ایمر جنسی بنیاد پر بھی ہمارے پاس کچھ نہیں ہوتا کہ کبھی جب وہ موقع آتا ہے تو پھر اگر ہم سیلاب والی تباہ کاری ہو تو ایمر جنسی بنیاد پر بھی ہم ہاتھ دھرے کے دھرے بیٹھے ہوتے ہیں اور ہم کچھ نہیں کر پارہے ہوتے اور پھر اس کے بعد ہمیں بھیک مانگنی پڑتی ہے اور ہم پھر لوگوں سے استدعا کرتے ہیں کہ آئیں اور اس میں ہمارے ساتھ مدد کریں۔ اس ساری صورتحال کو دیکھنا ہوگا اور مستقل طور پر ہمیں اس کو سوچنا ہوگا کہ ہم اس کے لئے کیا ایسا بند باندھ سکتے ہیں کہ آئندہ کے لئے ہم ان نقصانات سے ان لوگوں کو اور قوم کو اور اس صوبے کو اس مشکل صورتحال سے بچایا جاسکتا ہے جناب سپیکر۔ بہت بہت، شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ جناب محمد علی شاہ باچا۔

سید محمد علی شاہ: یرہ مہربانی جناب سپیکر صاحب۔ نن پہ دے سیشن کبھی چہ کوم اہم بحث شروع دے جناب سپیکر صاحب، بعضی خبری بعضی د قدرت د طرف نہ وی خود حکومت وقت دا ذمہ داری جو ریزی چہ کوم خانی کبھی داسی قدرتی آفات، سیلاب راشی، زلزلہ راشی د حکومت مشینری د حکومت ادارہ، جناب سپیکر! زہ صرف مختصر یو دوہ درہ خلور خبری کوم، نن پہ دے صوبہ کبھی کہ مونزہ پی دی ایم اے واخلو، دا داسی یو ادارہ دہ چہ زما پہ خیال د هغی افسران کرورونو روپی تنخواگانی اخلی، لکھونو روپی تنخواگانی اخلی، زما پہ خیال چہ پہ دے توله صوبہ کبھی پی دی ایم اے سرہ چہ خومرہ گادی استعمالیبری او سیلاب پہ هغه دسترکت کبھی راخی، پہ هغه خانی کبھی راخی

چي د هغوي دفترې جناب سپيکر صاحب! په پيښور کښې دې نو زما خو گورنمنټ ته دا يوریکويست دے چي کم از کم د پيښور نه دا پي ډي ايم اے آفسز چي کوم دي، هغه ډسټرکټ هغه ډويژن هيډ کوارټرز ته شفټ شي او دا هم نه چي يو معمولي غوندي دفتر وي او يو افسر پکښې ناست وي، پکار ده چي يو Full fledged offices هر ډويژنل هيډ کوارټرز ته لار شي جناب سپيکر صاحب، ځکه چي لکھونو روپو تنخواگاني اخلي، لکھونو روپو مرعات اخلي او دا کار هم د دې ډيپارټمنټ دے جناب سپيکر صاحب، نن که مونږه د چترال مثال ټولو ايم پي ايز مخي ته کيږدو، فصلونه تباہ شو، انفراسټرکچر تباہ شو، روډونه تباہ شو، سکولونه تباہ شو او دوي لس لکھه روپو چيک اوليري د Food او Non food items د پاره، چا سره چي د هيلي کاپټر Facility وي نو هغه تله شي، زما غوندي خلق، عام خلق چي روډ بند شي جناب سپيکر صاحب، لس لس روخي، پينځلس پينځلس روخي اوس چترال ته زمونږه هم زړه غوښتل ځکه چي زمونږه دواړه ايم پي ايز صاحبان په چترال کښې کيږدي، د دواړو تعلق د پاکستان پيپلز پارټي سره دے او ما، د دير پورې لارو شپه مو پکښې اوکړه خو د دير نه مخکښې بيا مونږه نشو تله جناب سپيکر صاحب، نو کم از کم زما دا يو ریکويست دے چي داسې Facilities provide کړي چي هغه ځاي ته رسائي پکار ده جناب سپيکر صاحب، نن چترال غوندي ځاي کښې زما په خيال اربونو روپو نقصان اوشو، اولنې پي ډي ايم اے چي کوم Step اخستے دے، زما په خيال چي صوبائي گورنمنټ دس لاکه روپو چيک هلته ليکله وو، بيا وروستو اعلانات کول، وروستو دغه کول زما په خيال د هغې نه څه فائده نه جوړيږي، نو زما صرف دا يوریکويست دے چي کم از کم هر ډويژنل هيډ کوارټر کښې پي ډي ايم اے آفس او بيا دويمه خبره زمونږه يو بل سره کوآرډينشن نشته جناب سپيکر صاحب، ايريگيشن ډيپارټمنټ ته که مونږه اوگورو، هر کال په هر اے ډي پي کښې کروړونو روپو فلډ پروټکشن ورکس د پاره ايښودلې کيږي نو زما په خيال هغه د دې ايريگيشن ډيپارټمنټ هم کمزوري ده چي هغه په دې ټولو ايم پي ايز کښې پچاس پچاس لاکه، ساټه ساټه لاکه روپي تقسيم کړي او چي کوم اصلي ځاي دے، چي کوم اصلي دغه دے نو زما په خيال هغه ځاي زمونږه نه پاتي شي،

پڪار دى چي ايريگيشن ڊيپارٽمنٽ، پي ڊي ايم اے صوبائي گورنمنٽ دوى يو بل سره ڪوآرڊينشن ڪوي او هر ه اے ڊي پي ڪيني زمونڙه دا دغه راڻي چي په Need basis باندې ڪيري خو زما په خيال په Need basis باندې ايريگيشن ڊيپارٽمنٽ لڙ Protection هم جناب سڀيڪر صاحب! نه ڪوي۔ نن ڪه مونڙه په دې ٽوله صوبه ڪيني اوگورو، هر ڪال چي سيلاب راڻي نو دا يو ڇو ڊسٽرڪٽس Affect ڪيري، پڪار دى چي هر ڪال مونڙه هم هغه مخصوص ڇايونه دى، پڪار ده چي دهغې بندوبست مونڙه جناب سڀيڪر صاحب! اوگورو۔ اوس زما ضرورت نشته نو ما له ولې هغه پيسي ملاؤيري؟ د بل ايم پي اے ضرورت نشته ولې هغه ته پيسي ملاؤيري؟ پڪار ده چي ايريگيشن ڊيپارٽمنٽ پي ڊي ايم اے چي ڪومه اداره ده، هغه ڄاڻي ڪيني مونڙه ڪار اوگورو چي ڪوم ڄاڻي نه نقصانات جناب سڀيڪر صاحب! چي ڪوم ڄاڻي ڪيني نقصانات زيات ڪيري۔ نن چترال ته اوگوره جي، زما په خيال بابڪ صاحب د پرائم منسٽر صاحب شڪريه ادا ڪره، ديڪيني حقيقت دے چي پچاس ڪروڙ روپو هغه اعلان اوگورو او زما په خيال د صوبائي گورنمنٽ هغه دغه خونه ڪرے شو چي ڪوم صوبائي گورنمنٽ له پڪار وو، نو زما صرف صوبائي گورنمنٽ ته دا ريكويست دے چي دا اربون روپو نقصان او شو، سر ڪونه تباھ شو، سڪولونه تباھ شو، ريسٽ هاؤسز تباھ شو او ڪم از ڪم تيس پينٽيس داسي خلق پڪيني وفات شو چي هغوى له Compensation مونڙو ورتو انفراسٽرڪچر د پاره، دا هم يونه ده چي يو Nominal مونڙو دغه ڪيردو چي يره چترال د پاره دس ڪروڙ روپي، نقصان د پنڇوسو ارب روپو شوے وي او مونڙو ورله لس ڪروڙ روپي ڪيردو، نو دا خواهسي هغه Eye wash دے، ڪم از ڪم چي دهغه ڄاڻي انتظاميه، پي ڊي ايم اے، ايريگيشن ڊيپارٽمنٽ، صوبائي گورنمنٽ دا ٽول دغه Tally ڪري او چي د دوى ڇومره نقصان شوے وي چي ڪم از ڪم دهغه نقصان ازاله جناب سڀيڪر صاحب! اوگورو۔ نو زما دا گورنمنٽ ته ريكويست دے چي ڪم از ڪم ڇنگه چي مولانا صاحب خبره او ڪره، هر ڪال سيلاب راڻي، هر ڪال هم دا قدرتي آفت راڻي او مونڙه چي ڪله سيلاب راشي، چي ڪله هر ڇه تباھ ڪري نو مونڙه به بيا وروستو سوچ ڪوؤ، نو ڪم از ڪم د سيلاب د راتگ نه مخڪيني پڪار ده چي مونڙه يو هغه د پاره ڇه داسي Provision ڪيردو،



داسې يو دغه کيږدو چې کم از کم مونږ ته پته لگي چې يره دا دا ډسټرکټس دی ، دا دا ځايونه دی او دلته نقصان کيدے شی نو چې هغه پيسې هغه Flood protection works د پاره پي ډی ایم اے ډيپارټمنټ دا ټول هم هغه ډسټرکټس د پاره جناب سپيکر صاحب! بندوبست او کړو۔ نوزما په اخر کبني هم دا ریکويست دے چې چترال کبني ډيره لويه تباہی شوې ده، سړکونه، سکولونه، ريسټ هائوسز، کالجونه ټول تباہ شوی دی، چې کم از کم د هغوی Compensation د پاره گورنمنټ څه اعلان او کړی۔ ډيره مهربانی۔

جناب سپيکر: جناب ارشد عمر زئی۔

جناب ارشد علی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مهربانی جناب سپيکر۔ جناب سپيکر! څنگه چې په دې اهم موضوع باندې نن بحث کيږي، سيلاب په ټوله صوبه کبني دے، په ټول ملک کبني دے خو څنگه چې زمونږه صوبه کبني څومره نقصانات اوشو او څومره فصلونه، څومره روډونه، څومره خلق شهيدان شول نو دا نن چې دے هم دغه موضوع باندې دا غونډه اسمبلئ ولاړه ده او په دې بحث کيږي۔ که څنگه زمونږه ضلع چارسده زمونږه ياده کړو، زمونږه اوسه پورې د 2010 د هغه سيلاب نه لا نه يو خلاص شوی کوم چې زمونږه روډونه، کوم چې زمونږه فصلونه، کوم چې زمونږه جاني نقصان شوي دے، کوم چې زمونږه بي ايچ يوز هغه چې دی لا اوسه پورې نه دی سم شوی او دلته راباندې بل سيلاب راغے، آيا څنگه چې زمونږ دې ممبرانو صاحبانو خبرې او کړې چې د دې د پاره يو مستقل حل پکار دے چې د دې مستقل حل به څه وی، زمونږه سيندونه که زمونږه په ضلع چارسده کبني تاسو او گورئ نو درې دريا دی خو د هغې د صفائی هيڅ څه دغه نشته چې د هغې صفائی اوشی، پيسه خو ايریگيشن ډيپارټمنټ سره ډيره زياته ده او لگي هم ډيره زياته خو په هغه ځايونو نه لگي چې کوم ځانې کبني ضرورت دے، چې کوم ځانې کبني چې دے سيلاب چې راشی او هغه نقصانات چې کوی چې کلوته څيژی او کورونه او کلی ئے يوړل، نو زمونږه په ديکبني مخکبني هم سی ایم صاحب سره ناست وو، د دې نه مخکبني هم يو کال، هغه بل کال هم چې دے سيلاب راغله وو او سی ایم صاحب سره، منسټر صاحب سره هم په دې باندې زمونږه بحث کړے وو، ما ورسره څو وفدونه کبنيولي وو او په دې بنياد مې

کبنيونلی وو چي دا سيلاب خو ځله راغی په دې علاقه باندې خو ځله چې فصلونه ئه تباہ کړل، کورونه ئه تباہ کړل، لهدا د دې د پارہ يو مستقل حل پکار دے، د دې د پارہ مونږه له چې څه Protection wall پکار دی خواوسه پورې په هغې څه عمل نه دے شوی، لهدا مونږه دا وایو کوم جانی نقصان چې شوی دے، د هغې د پارہ هم چې دے گورنمنټ ته مونږه دا درخواست کوؤ چې د هغې څه دغه اوکړی۔ بیا په Emergency basis باندې زمونږه ضلع سره خو هیڅ داسې دغه نشته، تقریباً 152 کورونه چې دی زمونږه په ضلع چارسده اوس اوبویورل، 152 کورونه چې مونږه د هغې ځانې مشرانو سره، حکومت سره، دی سی صاحب سره کبنيونو نو هغوی مونږه ته وائی چې مونږه سره څه دی داسې په Emergency basis باندې چې مونږه تاسو له درکړو؟ یا هغه خلق سکولونو ته شفټ شی یا هسپتالونو ته شفټ شی، د هغوی کډې، د هغوی هغه بچی، هغوی به چې دی خوری څه، څبنکی به څه؟ د هغې د پارہ د Emergency basis د پارہ خو لازم داسې څه څیز پکار دے چې هغوی ته مونږه ورکړو ولې چې مونږه د قوم ایم پی ایزو، زمونږه نه ډیمانډونه کیږی، یو ماشومه ئه وړئ وه، زمونږه په چارسده کبني او هغې کبني تر دی آئی خان پورې مونږه تلی وو، مونږه رسیدلی وو، چې زما حلقه کبني وه، زما او د سلطان خان حلقه کبني وه خو هغه ماشومه مونږه په خپل، اپنی مدد آپ، مونږه منډه وهلې ده، چې څومره اخراجات شوی دی، چې څومره کشتی مونږه راوستې دی، چې څومره گاډی ورپسې مونږه گرځولی دی، مونږه سره گورنمنټ هیڅ په هغې کبني څه داسې دغه نه دے کړے چې آیا د دې د پارہ څه بندوبست څه Emergency basis باندې څه مونږه له راکړی او هغه اوکړی۔ بیا هغې سره سره چې دے یو بل هم شهید شوی دے، یو بل هم چې دے سيلاب کبني چې دے خپله کډه چې ده، هغه ئه دیوارخ نه بل اړخ ته اړوله او په سيلاب کبني دننه مار اوخورو، هغه دوئ په ریکارډ نه دے راوستے۔ نو آیا دا غریب خلق دا کوم چې د چا کورونه وړان دی، دا غریب خلق دا د چا چې فصلونه تباہ شوی دی، زمونږه د ضلع چارسدې زیات تر آمدن خو ټول په دې زمینداره باندې دے، غریب خلق دے، د ټولو دې نظر دے، د ټولو دې ته کاته وی، که هغه زمونږه هلته د گنی فصل دے، که هغه هلته د غنم فصل دے، که هغه هلته زمونږه

د جوار فصل دے، کہ هغه هلته زمونږه شولا ده، هغه داسې د آمدن ذریعه زمونږه چې دا زمونږ د دې ټولو زمیندارو دې ته نظر وی چې زمونږه فصل به راځی د خپلو بچو او د خپل کلی او د خپلې علاقې، په هغې باندې چې هغه پائی او هغه فصلونه د خلقو ختم شو، هغه لارل، جائیدادونه ئے یورل، هغه فصلونه، هغه کورونه ئے یورل، اوس د دې د پاره داسې طریقې سره، زمونږ به گورنمنټ ته جناب سپیکر! دا خواست وی چې اوس هغه خلقو د پاره یو Emergency basis باندې څه پکار دی او بل هغه زمیندارو د پاره داسې یو ریلیف که د هغوی آبیانه تاسو معاف کولے شی، په هغې کبني څه دغه پکار دے۔ بیا که د دغه فصلونو نقصانات چې کوم شوی دی، که د هغې په دغه باندې څه ورکولے شی او کوم جانی نقصانات چې شوی دی چې د هغوی د پاره څه داسې دغه او کړی او د چا چې دا کوم کورونه وړان شوی دی او بې کوره دی دې وخت کبني، دا هغه غریب خلق دے چې د هغوی دې وخت کبني د سرچهټ هم نشته او په سکولونو او په بی ایچ یوز کبني، په هسپتالونو کبني ناست دی یا خپلو خپلوانو کره ناست دی، زمونږ به گورنمنټ ته دا خواست وی چې هغوی د پاره هم څه نه څه دغه او کړی۔ مهربانی۔

جناب سپیکر: شکریه۔ منور خان صاحب۔

جناب منور خان ایډوکیٹ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر صاحب! کل میں نے یہی ریکویسٹ کی تھی کہ سیلاب پر جب بحث ہو تو چیف منسٹر بھی یہاں پر اسمبلی میں ہونا چاہیے لیکن سر، آپ نے آج منسٹر عنایت اللہ خان کو یہ دیا ہے کہ آپ یہ چیزیں نوٹ کریں۔ کل سر، میں جب اپنے حلقے سے آ رہا تھا کیونکہ وہاں پر جتنے دن بھی بارشیں ہوئی ہیں، وہاں پر میں ذاتی طور پر موجود رہا اور یقیناً سر، ایم پی ایز جتنے بھی ہونگے، ان کو بھی چاہیے کہ ایسی حالت میں اپنے حلقے میں ہونا چاہیے کیونکہ وہاں پر میں نے اپنے حالات اور ان گھروں کو، ان غریب لوگوں کے گھروں کو جو میں نے دیکھا جو پانی میں بالکل ڈوب گئے ہیں سر، کیونکہ ہمارا علاقہ ریتی ہے اور سارے گھراب ریت سے بھرے ہوئے ہیں، یہاں پر میرے دوستوں نے گورنمنٹ کے خلاف کافی کمپلینٹس کی ہیں لیکن میں یہاں پر سر، کم از کم اپنی تقریر میں یہ نہیں کہوں گا کہ یار میرے ساتھ گورنمنٹ نے کیا کیا؟ یقیناً میں یہاں پر گورنمنٹ کے اس کام کو Appreciate کرتا ہوں

سر، کیونکہ میرے حلقے میں جو نقصان ہوا ہے، گورنمنٹ نے فوراً وہاں پر ریلیف ٹینٹس جو تھے، فنڈز جو تھے، وہ وہاں پر انہوں نے بھیجے ہیں اور لوگوں کو ریلیف مل گیا ہے اور خاص کر میں یہاں پر پی ڈی ایم اے کا بہت ہی شکر گزار ہوں کہ آج ہی میرے حلقے میں میرا بھائی، پی ڈی ایم اے کی ٹیم وہاں پر گئی ہے اور وہاں پر سارے حلقے کا انہوں نے دورہ کیا ہوا ہے اور وہاں پر جو نقصانات ہوئے ہیں، انہوں نے ساری چیزیں وہاں پر نوٹ کی ہیں، میں یہاں پر آن دی فلور پی ڈی ایم اے کے جتنے بھی کو لیگز ہیں، سٹاف ہے، ان کو میں یہاں پر آن دی فلور میں Appreciate کرتا ہوں سر! کہ انہوں نے وہاں پر لگی ایک بہت دور دراز علاقہ ہے، وہاں پر جا کر وہ لوگوں کے گاؤں گاؤں پر گئے ہیں سر، لیکن سر! میں یہاں پر جناب عنایت اللہ خان سے یہی ریکویسٹ کرونگا کہ یہ چیزیں ذرا اپنی اس میں نوٹ کریں کہ یہ جو لوگ بے گھر ہو گئے ہیں اور وہاں پر اپنے گھر میں وہ رہ نہیں سکتے سر، اور اس گرمی کی حالت میں وہ اس ٹینٹ میں کیسے رہیں گے؟ سر، آپ خود اندازہ لگا لیں کہ لوگ ٹینٹوں میں کیسے رہیں گے؟ میری ریکویسٹ یہ ہے کہ اس کے لئے جلدی سے جلدی جو پی ڈی ایم اے نے اب ایک پروفارماج جمع کیا ہوا ہے، ایشو کیا ہوا ہے کہ یار یہ پروفارماس کو Fill کریں تاکہ ہم لوگوں کو جلدی سے جلدی ریلیف دیں، میری عنایت اللہ خان سے یہی ریکویسٹ ہوگی کہ کم از کم اس پر ذرا جلدی کام کریں تاکہ وہاں کے جو پٹواری ہیں یا جتنا بھی سٹاف ہے تاکہ وہ اپنے حلقے میں جتنے بھی نقصانات ہوئے ہیں، وہ جلد سے جلد وہ پروفارما پر کر لیں اور پی ڈی ایم اے کے پاس چلے جائیں۔ دوسرا جو میرا اپنا حلقہ ہے، اس میں جو نقصانات ہوئے ہیں، ان میں ایک روڈ ہے جو شہباز خیل ڈی آئی خان روڈ اس کو کہتے ہیں سر، اس پر تقریباً چار پونین کونسلز ہیں اور پھر یہ ڈی آئی خان کے ساتھ، ڈی آئی خان روڈ کے ساتھ ملتا ہے سر، اور بالکل موجودہ فلڈ کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے۔ میری گورنمنٹ سے، خاص کر سی این ڈبلیو کے منسٹر سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں کہ کم از کم وہاں پر جو عملہ ہے، سٹاف ہے، سی این ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ ہے، اس کام کا فوراً Estimate لگا کر اس پر فوری کام شروع کیا جائے تاکہ لوگوں کا آمد رفت بھی شروع ہو جائے اور یقیناً یہاں پر آج بھی مجھے یہ گلہ ہے اور شکوہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں لیکن پھر بھی میں جو Relief food items اور کیش میں جو انہوں نے بھیجے ہیں، میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لوگ چترال کی بات کرتے ہیں، چترال کا مجھے علم نہیں ہے کہ چترال میں اس نے کتنی تباہی مچائی ہے، میں اپنے حلقے کی

بات کرتا ہوں جو کہ میں وہاں پر گواہ ہوں، موجود ہوں، جو تباہی وہاں پر ہوئی ہے اور دوسرا گلہ جو اس طرف وہ حضرات بیٹھے ہیں، میڈیا والے، انہوں نے کم از کم، میرے اپنے حلقے کی حد تک ان کو بتا رہا ہوں کہ کہاں پر آپ لوگوں نے، میڈیا میں یا الیکٹرانک میڈیا میں کم از کم آپ نے حلقوں کی جو تباہی ہوئی ہے، کبھی اس میڈیا نے اس پر کام کیا ہوا ہے؟ پنجاب میں یا کراچی یا سندھ میں جہاں بھی کوئی تکلیف ہوتی ہے، میڈیا والے اتنے زور چڑھا کر پیش کرتے ہیں، میرا میڈیا والوں سے یہ بھی گلہ ہے کہ کم از کم آپ یہاں پر ہمارے ساتھ ایگزیکٹو میں بیٹھے ہیں، کم از کم تکلیف کے وقت سیلاب کے وقت، فلڈ کے وقت آپ کو بھی جانا چاہیے، ان حلقوں میں جائیں اور وہاں پر اپنی رپورٹ مرتب کریں کہ وہاں پر کیا کس قسم کی تباہی ہوئی ہے سر، میں جناب سپیکر! آپ کا مزید وقت لینا نہیں چاہتا لیکن ایک پھر میں، جناب! سارے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، عنایت اللہ خان سے یہ گزارش ہے کہ جو میں نے گھروں کا Compensation ہے اور روڈز ہیں میرے حلقے کے، ان کو فوراً اور جلدی اگر ریلیف مل جائے تو میں آن دی فلور اس گورنمنٹ کی، پی ٹی آئی کی، لوگ تو آپ کی تعریف نہیں کرتے لیکن میں آپ کی فلور پر تعریف کرونگا کہ واقعی آپ لوگوں نے یہ کار خیر میں بڑا اچھا کام کیا ہے۔ تھینک یو، سر۔

جناب سپیکر: سید جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو، جناب سپیکر۔ د تولو نہ مخکبئی خو جناب سپیکر صاحب! د هغه متاثرینو سره چې د هغوی ډیر نقصانونه شوی دی، کوم وفات شوی دی، د هغوی تولو سره د همدردی اظهار کوؤ۔ د هغې نه وروستو جی داسې آفت چې راشی نو هغې له حکومت یقیناً مخکبئی نه خپل یو پلان تیاروی، هغه 'تھری آرز' ورته وائی، Relief, Recovery and Rehabilitation، زما به منسٹر صاحب ته ریکوسٹ وی چې هغوی دې سلسله کبئی خومره پورې اقدامات اخستی دی تر اوسه پورې او کوم یو داسې منصوبه تیاره کړې ده ځکه چې ډیر زیات نقصان شوے دے، په اربونو روپیئ او یقیناً چې دا زما مشرانو خبره او کړه د لس کروړو، د دوه اربو او د لس اربو روپو خبره نه ده، د اربونو روپو خبره ده۔ جناب والا! دلته محکمې شته، Relief and Rehabilitation, PDMA، او د هغه ادارو ته د هغوی ستاننه کومه چې نن، او د حیرانگئی اظهار هم کومه

جناب سپيڪر! چي نن خو صرف فوج لگيا دے په چترال کبني او په نورو علاقو، که هغه لکي ده او که هغه ډي آئي خان دے، که ايبټ آباد دے، که هغه نوشهره ده، که پشاور چارسده دي خود محکمو څه کار دے، دوي به څه کوي، Why they are sleeping? زمونږ سره پبلک هيلته انجینئرنگ شته، زمونږه ايریکيشن ډيپارټمنټ شته، زمونږ سره سي اين ډبليو شته جناب سپيڪر صاحب، ډيره د افسوس خبره دا ده چي کوم انفارميشن دي نونن ډائريکټر ريليف آف پي ډي ايم اے، سپيڪر صاحب! ستا سوتوجه غواړم، عنایت اللہ صاحب، Director Relief of PDMA, he is on leave for the last four months, now the post is vacant for the last four months. تاسو به د هغې وضاحت او کړئ، دا ما اوریدلی دی چي ډپټي ډائريکټر صاحب د دوه میاشتو نه هغه پوست خالی دے، دغه شان----

جناب سپيڪر: سوري، تاسو به بيا دا خبره وضاحت سره او کړئ۔

جناب جعفر شاه: ډائريکټر ريليف وائي څلور میاشتو نه پوست خالی دے، وائي په هغې باندي ریکروټمنټ نه دے شوي، په هغې پوستنگ د چانه دے شوي، د ډي به وضاحت غواړو د منسټر صاحب نه سره سره دا چي ډپټي ډائريکټر پوست خالی دے د دوه میاشتو نه، د هغې به د دوي نه وضاحت غواړو ځکه چي دا ډيري Important محکمې دي، ډائريکټر ايچ آر او ډي جي هغوی وائي چي په ټريننگ کبني دي او ټريننگ هم په پيښور کبني کيږي، چي سحر د اته نهه بجو نه د يوې بجې پورې هغوی په آفس کبني نشته نويقیناً دا به پيښوري چي کوم پيښه او کومې کوتاهيانې کيږي، ډي نه علاوه دا کومې ضلعي چي متاثره شوې دي زما به حکومت ته د ریکويست وي چي فوري طور ډي د آفت زده قرار شي او هلته ډي په ايمرجنسي بنياد باندي لکه څنگه چي زما ورور خبره اوکړه، محمدعلي شاه باچا، چي دا دفترې د هغې Focal persons په ډي هره ضلع کبني مقرر شي او هلته ورته دفترې پرانستي شي چي د هغه خلقو ته ډي ريليف چي څومره دے هغه ورکوي۔ سپيڪر صاحب! بله د تشويش خبره دا ده چي بيشکه اين جي اوز، هره اين جي او کبني به داسې خلق وي چي په هغوی باندي به شکونه وي او سيکورټي په Reasons باندي به هغوی ته اين او سي نه ورکوي

خود هغې دا مطلب نه دے چې هغې ته دې این او سی نه ورکوی، په هغې دې پابندی اولگوي ځکه چې هغوی غواړي چې مونږ سره دې مونږ ته ریلیف فراهم کړي مونږ سره په Rehabilitation او په Recovery کښې هغه مونږه سپورټ کړي، نو زما به دا ریکویسټ وی منسټر صاحب ته چې په دې ایشو باندې ډیر سیریس، سنجیدگي سره غوراو کړي او هغه این جی او ز چې هغه Humanitarian basis باندې کار کول غواړي، هغوی ته دې هلته د Access اجازت ورکړه شی. سپیکر صاحب! یقیناً د دې د پاره چې کله داسې واقعات اوشی نو مونږ بیا لگیا یو په اسمبلو کښې او په میډیا کښې، خود دې دا ده چې Prevention is the best miser او د هغې د پاره زما خیال دے چې حکومت ورله بندوبست کړه دے، لکه څنگه بابک صاحب او وئیل، درې نیم سوه ډیمونه جوړه شی نو زما خیال دے بیا به سیلاب ختم وی، یو ارب بوټی چې اولگي نو بیا به هم ختم شی، نو زما به دا ریکویسټ وی چې په دې ډیمونو او په دې بوټو باندې لږه تعدی او کړي چې د سیلابی صورتحال نه مونږه خلاص شو. سپیکر صاحب! مونږه، وائی د مار خورلی د پری نه یره کیږي، هغه تیر انفراسټریکچر چې وړه دے په 2010ء کښې، د هغې روډونه زما په حلقه کښې خو کم از کم د کالام روډ دا دوه نیم کاله دوئی، زه چغې اوباسم هغه خو جوړ نه شو، پلونه زمونږه جوړ نه شو، ورلډ بینک چې مونږ ته جی د سمیډا په Through باندې د Rehabilitation او د Recovery د پاره پیسې را کوی، هغه متاثرینو ته په هغې باندې حکومت پابندی لگولې ده، د تیر یو کال نه هغوی هغه چیکونه نه ورکوي د پچیس لاکه روپو د پاره هغوی بزنس د پاره هغوی چې دا بزنسونه خراب شوی و نو دا کوم اوس راباندې نور سیلاب راغے نو د دې سره خو زمونږ هډو توقع نشته چې حکومت به څه او کړي. جناب سپیکر صاحب! ممبران ماشاء الله ډیر شه دے د حکومتی پارټی سره نو زما به دا یو تجویز وی چې د دې Relief, rehabilitation او آئی ډی پیز د پاره د یو منسټر صاحب اونیسې چې هغه نه کم از کم مونږ خو ترې تپوس کولے شو او په داسې حالات کښې بیا هغه زمونږ فوکل پرسن وی او هغه د دې خبرې د پاره Responsible وی، نو یو خو به هغه ته جاب ملاؤ شی او بل به دا وی چې دهغې خلقو به هم کار کیږي. سپیکر صاحب! دا کومې علاقې چې متاثره دی، هغې

کبنی د ضلعو نومونه مو واخستل ټول، د هغې ټولو سره مونږ همدردی کوؤ او حکومت نه دا مطالبه کوؤ په دې فلور باندې چې فوری طور دې هغه آفت زده شی او د آفت زده سره سره چې کوم د بینکونو قرضې دی، هغه دې ورته معاف کړلې شی، آبیانې دې ورته معاف کړلې شی، هغوی ته دې ریلیف فراهم کړے شی۔ ډیره مهربانی۔

جناب سپیکر: شاه فرمان خان یو دوه خبرې کول غواړی، وائندنگ اپ سپیچ به چې دے نو عنایت خان کوی۔ شاه فرمان خان!  
(شور)

جناب سپیکر: خیر دے یو دوه ایشوز داسې دی چې هغې باندې به دے Explanation، ټولو له موقع ورکوؤ، وائندآپ سپیچ خو به عنایت خان کوی، پورا پورا ټائیم ورکوؤ ټولو له۔  
(شور)

جناب سپیکر: خدائې مو او بخښه، ټولو له موقع ورکوم، لږه حوصله او کړئ، حوصله او کړئ، حوصله او کړئ۔  
جناب بخت بیدار خان: جناب سپیکر، بیا به دوی ختم کړی او مونږ به هم داسې پاتې شو۔

جناب سپیکر: تاسو باندې او شوڅه، چل څه او شو، موقع درکوم در له کنه۔  
(شور)

جناب سپیکر: ته گزاره او کړه، خدائے به خیر کړی، موقع درکوؤ درته، وایا۔  
جناب شاه فرمان خان: بحث خو وائند اپ کیږی نه۔ شکر به جناب سپیکر۔ اس سے، یہ میری آخری سپیچ نہیں ہے، بحث کے اوپر یہ آخری سپیچ نہیں ہے۔  
جناب سپیکر: یہ آخری سپیچ نہیں ہے، میں ان کو ایک مقرر کے طور پر یہ موقع دے رہا ہوں، وائندآپ سپیچ عنایت خان کریں گے۔

جناب شاه فرمان خان: وائندآپ سپیچ عنایت اللہ خان کریں گے، اس کے بعد آپ کی سپیچ۔۔۔۔۔



جناب سپیکر: ایک منٹ، دیکھیں آپ تھوڑا حوصلہ رکھیں، یہ مہربانی کریں آپ میری طرف، پلیز میں ادھر ہوں، پلیز آپ ادھر میرے ساتھ کریں، یہ وائسٹاپ سپیچ نہیں ہے، یہ فائنل سپیچ نہیں ہے، یہ صرف اس نے اپنا نقطہ نظر، جو اپنے خیالات ہیں، اس پر کرے گا، فائنل سپیچ عنایت خان کریں گے، اس کے بعد میں آپ کو موقع دے رہا ہوں۔ جی جی۔

جناب شاہ فرمان خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اپوزیشن کے ارکان کے جو Concerns ہیں اور انہوں نے جو باتیں کی ہیں، جو تحفظات اور جو Suggestion دی ہیں، اس کے اندر حکومتی Input بھی ضروری ہے۔ وائسٹاپ سپیچ جیسے جناب سپیکر! آپ نے کہا ہے کہ عنایت اللہ صاحب کریں گے لیکن کچھ باتیں ایسی ہیں کہ یہ بڑا سیریس البتہ ہے اور اس کے اوپر کوئی ایسی بات کرنا کہ وہ بالکل Political ہو، اس کو Politicize کرنا یہ اچھی بات نہیں ہے، یا یہ کہ حقائق کچھ اور ہوں، کہنا کچھ اور ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موسم کے اندر تبدیلیاں ہیں، حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ پلاننگ کرے اور پلاننگ Facts and figures کے اوپر ہوتی ہے اور پچھلے چند سالوں سے کئی معزز اراکین نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اگر موسم کے اندر تبدیلیاں ہیں اور اگر یہ سیلاب ہر سال Regularly آتا رہا ہے تو میرے خیال میں حکومت کو بالکل یہ پلاننگ کرنی چاہیے کہ اگر دس سال پہلے یہ صورت حال نہیں تھی، پندرہ سال پہلے یہ صورت حال نہیں تھی جو Environment کے اندر کوئی Changes ہیں تو اس کے مطابق حکومت کو اپنی پالیسی اور اپنی پلاننگ کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر! اس کے اوپر حکومت سنجیدگی سے سوچے گی کہ اگلی دفعہ جس موسم میں بھی، جس مد میں بھی جو بھی Natural disaster کا خطرہ ہو، اس کیلئے حکومت تیار ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دفعہ جو ہوا، سب سے پہلے تو میں یہ کہہ دوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور تقریباً آدھی کیسینٹ ان کے ساتھ چترال میں موجود بھی اور چترال کے اندر چیئرمین پاکستان تحریک انصاف عمران خان صاحب بھی آئے تھے اور محمد علی صاحب نے جو کہا کہ ان کے دو ایم پی ایز ہیں، ہم نے چترال کے اندر جو Activities رکھیں، جہاں پر ہم گئے، چیف منسٹر صاحب جہاں گئے اور ہم سارے چیف منسٹر صاحب کے ساتھ گئے تو ان دو ایم پی ایز نے جدھر جدھر پروگرام رکھے اور جدھر جدھر انہوں نے ایریا بتایا، ہم ادھر چلے گئے، ادھر On the spot، اس سلسلے میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں

کہ ہم پاکستان آرمی کے بھی شکر گزار ہیں کہ جیسے ہی ہم پہنچے، انہوں نے Presentation ایسی تیار کی ہوئی تھی کہ وہ سارا ایریا انہوں نے Cover کیا تھا کہ جہاں پر جتنی بھی تباہی ہوئی تھی، نقصان ہو گیا تھا، انفراسٹرکچر کا زیادہ ہو گیا تھا تو ان کے ساتھ مل کے ہم نے Immediately relief activities شروع کیں۔ جناب سپیکر! حکومت کی ذمہ داری ہے اور اگر ضرورت پڑے جس طرح بائک صاحب نے کہا کہ ضرورت پڑے تو یہ Developmental funds freeze کر دیں گے، بالکل اگر یہ ضرورت پڑے تو ہم یہ کر دیں گے لیکن ہم فیڈرل گورنمنٹ کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے پچاس کروڑ کا اعلان کیا، لیکن جناب سپیکر! یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے، ہم کس کیلئے اعلان کریں، ہم اپنی ذمہ داری پوری کریں گے اور اربوں روپے خرچ ہونگے، خاص کر چترال کے اندر جو ہے وہ Already FWO کے تحت ایک معاہدہ ہو گیا ہے، Understanding بن گئی ہے اور کام شروع ہو چکا ہے، لہذا گورنمنٹ اس سلسلے میں غافل نہیں ہے۔ ایک بات جو میں اس ہاؤس کے اندر کہنا چاہتا ہوں کہ ایک چیز کے عنایت اللہ صاحب گواہ ہیں، ایک چیز کی کیسینٹ گواہ ہے، وہاں پر صوبائی اسمبلی کے ممبران گواہ ہیں، اگر ایک Cause کیلئے عمران خان ادھر آئے تھے اور وہ واپس چلے گئے اور ان کے ساتھ یہ Associate کرنا کہ وہ کسی فنکشن کیلئے آئے تھے یا وہاں پر کوئی فنکشن ہو گیا تھا، یہ، یہ اور یہ، اس کا میں سمجھتا ہوں کہ پی پی پی کے جو ایم پی ایز ہیں دونوں، اگر وہ یہ کہہ دیں کہ ایسا تھا تو ہم مان جائیں گے، میں چترال کے دونوں ایم پی ایز کو گواہ بناتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوا تھا (تالیاں) اور خاص کر جب کوئی ذمہ دار آدمی اور اگر کوئی ذمہ دار آدمی اس قسم کی بات کرے اور ویسے مطلب Rumors کے اوپر بات کرے تو یہ غلط بات ہے، نیشنل لیڈرشپ کی Respect کرنی چاہیے، ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ کوئی جھوٹ موٹ کی باتیں اس کے اوپر، تو لہذا جناب سپیکر! گورنمنٹ الرٹ ہے اور Vigilant ہے، شاید سیلاب کے اندر کوئی پہلی دفعہ ہوا کہ وزیر اعلیٰ اتنے وزراء کے ساتھ On the spot پہنچے، ادھر بیٹھے لوگوں کے ساتھ ملے، تخمینہ لگایا، مجھے یاد ہے پبلک ہیلتھ کی میری ٹیم نے مجھے Accept cases تیسرے دن بتایا کہ یہ Damages ہیں، سی اینڈ ڈبلیو کی ٹیم نے سارا کچھ ان کا تیار کیا ہوا تھا، آرمی نے سارا کچھ تیار کیا ہوا تھا، ان کا انفراسٹرکچر بھی ہم Use کر رہے ہیں، لہذا کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔ اگر، اگر پورے صوبے کے اندر منور خان صاحب نے جو بات کی ہے، جہاں کمی تھی، اس کی بھی

انہوں نے نشانہ ہی کی ہے لیکن On the whole بابک صاحب نے بات کی ہے، 356 جو ڈیجز کی بات کی ہے، دیکھیں ہمارے ہاں Power shortage ہے، Hydle Power Generating Sites، ہمیں چاہیے اس کے لئے، لیکن اس میں مزے کی بات یہ ہے کہ ہم جتنی بھی Energy generate کریں، Power generate کریں، اگر اس کو وہ ہم نیشنل گرڈ میں ڈال دیں اور وہ پھر ہمیں ملے نہ، اور اگر ملے تو چوبیس روپے پر یونٹ ملے تو اگر ہم چھوٹے چھوٹے منصوبے شروع کریں، چاہے وہ دو بلب یا چار بلب یادس بلب کے ہوں، کوئی بری بات نہیں ہے۔ اگر ہم یہ کر سکتے ہیں، حکومت یہ کر لے اور اپنے غریب عوام کو ریلیف پہنچا سکتے ہیں تو اس پہ ہمیں کوئی شرمندگی نہیں ہے، میرے خیال میں اس سے پہلے کی حکومتوں کو بھی کرنا چاہیے۔ جعفر شاہ صاحب نے جو بات کی ہے کہ سیلاب کے اندر جو پرائیویٹ انفراسٹرکچر تباہ ہو گیا تھا، جعفر شاہ صاحب سے میں کہتا ہوں کہ جب سیلاب آیا تو انہوں نے اے پی سی بلائی، ہم چلے گئے اور اس اے پی سی کے اندر جو Presentation تھی، اس Presentation کے اندر ہم نے کئی سوالات اٹھائے اور ساری پارٹیز، پیپلز پارٹی اور نون اور سب کی لیڈر شپ موجود تھی اور ہم نے یہ کئی سوالات اس کے اندر اٹھائے، For example ایک جگہ پر لکھا ہوا تھا کہ لوگ بے گھر ہیں، ان کو پانچ ہزار چولہے چاہئیں یادس ہزار چولہے چاہئیں، نیچے لکھا ہوا تھا جی، ہمیں تین ہزار کمبل چاہئیں تو ہم نے کہا یہ چولہے کدھر سے زیادہ ہو گئے کمبل سے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ ذرا ریلیف فنڈ Receive کرنے کے لئے ہم نے ویسے ہی مطلب ایک Tentative چیز بنائی ہے، تو اتنے امتحان میں ہمیں بھی نہ ڈالیں کہ سیلاب آنے سے پہلے یہ بتا دیں کہ دس آدمی یہ بہا کے لے جائے گا اور چار گھر اس سیلاب سے خراب ہونگے، ہمیں اتنے امتحان میں نہ ڈالا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہم الرٹ ہیں اس سلسلے میں، باقی انہوں نے انفراسٹرکچر کی بات کی، 2010ء کے سیلاب سے 2013ء تک جعفر شاہ صاحب! اگر آپ لوگ مکمل نہ کر سکے کوئی کام تو باقی اگر کام ہمارے لئے رہتا ہے تو ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ ہم مکمل کر کے دکھائیں گے آپ کو، (تالیاں) میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر! اگر کہیں Positive help یہ کر سکتے ہیں، اصل ذمہ داری جو حکومت کی ان حالات کے اندر بنتی ہے کہ موسم کے لحاظ سے Future planning کہ اگر سیلاب معمول بن چکا ہے تو ہمیں پتہ ہونا چاہیے اس لئے کہ اس سے پہلا اتنا بڑا سیلاب جو 2010ء میں آیا، اس سے پہلے

نہیں آیا تھا اور جو مسلسل اس کے بعد سے آرہا ہے، یہ حکومت کی پلاننگ کے اندر ہونا چاہیے۔ اپوزیشن کے سارے ارکان سے ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ حکومت کی مدد کریں، وہ حکومت کی مدد کریں، مسائل کی نشاندہی کریں اور وہ اپنے علاقے میں جس طرح ہم نے پیپلز پارٹی کے ایم پی ایز کی سرکردگی میں چترال میں کام شروع کیا، ان سے رائے لی، ہر فنکشن میں وہ شامل ہوئے، انہوں نے Presentation دی، اسی طرح ہر ڈسٹرکٹ میں Irrespective of the party جس ایم پی اے کے علاقے میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ حکومت کی مدد کریں، نشاندہی کریں اور ان شاء اللہ اگر ضرورت پڑی تو ہم Developmental fund بالکل فریز کریں گے، اگر یہ ہاؤس متفق ہو جائے کہ فریز کرنا چاہیے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: معراج ہمایون!

جناب جعفر شاہ: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی جی، میری طرف ایک منٹ وہ جواب دیں، جواب دیں، معراج ہمایون۔ جی جی، جعفر شاہ صاحب!

جناب جعفر شاہ: تھینک یو جناب سپیکر صاحب۔ یو خبرہ مہی کولہ، مونبر پہ ہغہ وخت د فرض نہ غافل نہ وو، مونبر پہ خپل وخت کبھی پورا کارونہ کپری دی، زما پہ یوہ حلقہ کبھی ما 19 پلونہ جوہ کپری دی چہ 12 کروہ روپیہ دیو پل Cost وو خو پہ دہی دوہ کالہ کبھی یو پل پاتہی شوے، یو روہ پاتہی شوے، زہ د دہی دوہ کالو خبرہ کومہ چہ مہربانی او کپری چہ دا تولہ پیسہ یو طرف تہ مہ وری، دا Equal تقسیم کپری چہ کوم خائی ضرورت وی نو ہغہ او کپری کنہ، دا مو وئیل۔

جناب سپیکر: معراج ہمایون!

محترمہ معراج ہمایون خان: دیرہ مننہ سپیکر صاحب، چہ مالہ موقع راکرہ، پہ دہی دیر اہم موضوع باندہی خبری او کرم۔ دا یو داسہ ہغہ دے، داسہی وخت دے مونبرہ باندہی چہ ہغہ سختی زمونبرہ خلاصیری نہ، زمونبرہ سختی معاف کپری نہ، کله یو قسم حالات شی، کله بل کرائسز شی، کله بل کرائسز شی، یو چہ ختمیری نو بل تہ را اوخو او ہغہ کبھی نہ کوؤ۔ اوس د دہی ہغہ دیر پہلو دی، د دہی Topics ٹاپک چہ کوم دی، ہغہ کبھی تولو نہ مخکبھی لکہ تولو زما دہی ملگرو

دلته ڪينبي ٽول آنريبل ممبرز چي دي نو هغوى اوس خبره او ڪره چي سيلاب راغى نو اوس خه كول دي هغي ڪينبي، اوس مونبره ته دي زمانه ڪينبي چي ٽيڪنالوجي دومره مخڪينبي تلپي ده، مخڪينبي نه مونبر ته پته اولگي، ملك ته پته اولگي، حكومت ته پته اولگي چي خنگه حالات راروان دي؟ نو هغي د پاره اول هغه Preparedness ده، هغه اول هغه تياري ده، مونبره چي ده نو Cure ته خو او Prevention نه ڪوؤ چي مونبره مخڪينبي نه تياري ورله او ڪرو او هغي تياري ڪينبي هغه د خلقو ته وارنگ وركول، هغه خلقو له ٽريننگ وركول، ادارو له هغه ٽريننگ وركول، هغوى له هغه پلاننگ ڪول، هغه بندوبست ڪول چي خه چل ڪه فرض ڪره داسي حالات راشي نو مونبره به خه ڪوؤ؟ د هغي فقدان ده۔ شاه فرمان صاحب او وئيل چي مونبره په آزمائش ڪينبي مه اچوئ، آزمائش ڪينبي خو اچول نه دي خودا خود حكومت ڪار ده، د حكومتي ادارو ڪار ده، ڪه هغه پرائيويت سيڪٽر ڄاڻ سره ڪوي، سول سوسائٽي ڄاڻ سره ڪوي خودا يو Awareness raising هغه شعور پيدا ڪول، نالي او دغه چي چرته دي، لڪه چي باران شروع شولو او فلپز شروع شولو نو هله د بدهئي د نالي صفائي شروع شوله چي هغه بلاڪ ده نو خڪه دلته ڪينبي فلڊنگ ڪيري او هغه ڪيري نو دا نالي، دا سيورج سسٽم چي وو نو دا پڪار وو چي د مخڪينبي نه پاڪ شوه وو او د مخڪينبي نه تياري شوې وه چي ڊير سخت دغه راروان ده، پشڪال ڊير زيات Heavy ده دا ڄل نو دا پڪار ده چي هغه اوشي۔ اوس يو خودا ده چي هغه خلق۔۔۔۔

### (عصر ڪي اذان)

جناب سپيڪر: نماز ڪيل پندرهن منٽ باقي هيں تو ميڊم! آپ بات ڪريں ڳي، اس ڪه بعد صالح محمد اور اس ڪه بعد جو هے ناں بريك ڪريں ڳه۔ بريك ڪه بعد باقي، بريك ڪه بعد باقي ڪريں ڳه ان شاء الله۔ جي ميڊم۔

محترمہ معراج همايون خان: بنه جي، نو زه Continue سا تم، نو دا جي تياري چي حكومت ڪوي نو هغي ڪينبي د هاؤسنگ دغه هم راشي چي هاؤسنگ په مونبره باندي سخت وخت راغله وو چي ڪله مانسهره او زمونبره ڪشمير ٽول برباد شوي وو، تباه برباد شوي وو او پته لڪيدلي ده چي هغه هاؤسنگ داشان وو چي هغي ڪورونو زلزله برداشت ڪوله نشوه۔ بيا چار سده نو بنار زمونبره تباه شول چي ڪله

2010 کینیڊا دا شان هغه سيلاب راغے چي هر څه ئي يورل، نو هغه مونږ ته مخامخ دا Examples وونو پکار ده چي پي ډي ايم اے جوړه شوله، اين ډي ايم اے جوړه شوله چي دوي تيارى کړي وه اوپه دغه کورونو باندې لږ کار شوي وے، دا د حکومت کار دے چي هاؤسنگ ورکړي خلقو له او Safe Housing ورکړي. بيا سر! د دې نه پس راشي چي زمونږ حکومتی افسرانو، زمونږ سياسي افسرانو، ليډرانو هغوي څومره همدردی او بنودله چي کله سيلاب راغے، څومره لارل هلته کينيڊي، څومره هغوي سره کينيڊاستل، خبرې اترې ئي ورسره اوکړلې يا د هغوي څه مدد ئي اوکړو چي هغه ريليف کوم دے، Evacuation کوم دے، په هغې کينيڊي هم فقدان راغله وو چي څنگه بابک صاحب او وئيل چي په اوومه ورځ باندې خلق بڼکاره شول چي لږ او خوځيدل او دغه ئي اوکړل، نو دا لوکوتي د خفگان خبره ده، پکار ده چي مونږ د مخکينيڊي نه تيار وو او بيا د فنډ هغه اناؤنسمنټ، ايلو کيشن، هغه چي کوم دے نو هغه هم د سنټر د طرف نه راغے خو دلته خوزما ملگرو د اپوزيشن والا خو او وئيل چه سنټر اناؤنسمنټ اوکړو، زمونږه صوبائي حکومت اونکړو خوزه وايمه چي سنټر ته زمونږه دومره قرضه ده او بار بار مونږه ورته ياداشات ورکوؤ، دلته کينيڊي بار بار د دې اسمبلئ نه هم هغه ياداشت تله دے نو پکار ده چي داسې وخت په مونږه باندې راغله دے، سخت وخت راغله دے چي سنټر زمونږه هغه ټولې قرضې چي دي نو هغه مونږ له واپس راکړي چي مونږه لکوتي خپل دا حالات چي دي نو د دې لږه ازاله اوکړو او په ديکينيڊي لږه مونږه ته اسانه شي، زمونږه صوبه ډيره ناچاره ده، زمونږه صوبه چي ده نو ډيره غريبه ده او ډير سختې به وي نو دې وخت کينيڊي پکار ده چي مونږه سره سنټر و وگه په و وگه ولاړ وي او مونږ نه مخکينيڊي ځي يو دوه قدمه او مونږه سره مدد کوي، نو هغه مونږه د هغوي څه احسان نه منو چي هغوي راغلل، پرائم منسټر صاحب راغے او هغوي هغه اعلان اوکړو نو هغه څه دغه نه دے، هغوي له پکار دي چي د دې نه سيوا اوکړي. سر! داسې حالات چي جوړ شي نو صرف هغه د ريليف هغه خبره نه وي چي خلق بي دره شو، کورونه ئي پريښودل، هغه يو طرف ته وي، هغه تباهي يو طرف ته وي خو داسي وخت کينيڊي هغه Disease control کول هم ډيره ضروري خبره ده، نو خبر نه يم چي هغې طرف

ته د حکومت نظر تله دے ځکه چې د چمپرې، د څرمنې Diseases، د خيتې بيماريانې، د غاړې بيماريانې، هغه داسې وخت کبني سيوا شي او ماشومان چې دي، هغه مشران چې دي، بزگان چې کوم دي او زانان چې دي نو هغوی خاص په دیکبني دغه راشي، پروگرام دے چې د هيلته پروگرام، د هيلته هغه سکيم چې هغه شروع شوه وو، هلته بي ايچ يوز به هم ټول به تباہ شوي وي، چترال کبني خاصکر نو چې هلته کبني څه بندوبست شوه دے که نه دے شوه نو هغې ته لږ غور کول پکار دي۔ بيا سرا! دیکبني Missing دغه هم شي، Families چې دي نو هغوی گډ وډ شي او خاصکر ماشومان چې دي، هغوی لار شي د خپل Families نه جدا شي نو هغه لږ Criminal activities هم دیکبني سيوا شي، Kidnapping هم سيوا شي، Trafficking هم شروع شي نو هغه Preparedness چې شوه دے که نه دے شوه او هغې ته چا خيال کړے دے که خيال نه دے کړے۔ په بنځو باندي، زنانو باندي خاصکر سخت وي ځکه چې د هغوی نه خپل در او انگرے ترينه پاتې شي نو هغوی ته ډير زيات تکليف وي ځکه چې هغوی باندي خودمه واري خو هغه ده د فيملی والا، چې هغوی له هغه تيارے کول او هغه کول، نو هغې سره پکار دي چې د هغوی د پاره يو سپيشل ايلو کيشن اوشي چې د زنانو او زما خو به Recommendation دا وي چې Provincial Commission on the Status of Women ته اووئيلي شي چې د هغوی يو ډيليگيشن لار شي چترال ته، نور هغه واره واره خير دے دغه دي خو چترال باندي ډيره زياته تباہي راغلي ده چې چترال ته يو وزت او کړي او هغوی يو رپورټ راوړي چې هلته کبني د زنانو دې وخت کبني او د ماشومانو هغه څه حال دے او د Elders څه حال دے؟ سوشل ويلفيئر ډيپارټمنټ ته به دا درخواست وي چې هغوی يو رپورټ راوړي او د هغې مطابق بيا هغوی له يو سپيشل فنډ د زنانو د پاره جوړ شي او هغه اوشي۔ سنټر ته ما اووئيل چې سنټر ته ریکويست کوؤ او زما به لږ، افسوس هم کوم د خفگان خبره ده چې نن دومره اهم موضوع ده خو داسې لگي چې څه ډير اهميت ورله زمونږه دغه نه ورکوي، د حکومتی بينچز د طرف نه ورته دومره Importance نه ملاويږي ځکه چې منسټر صاحب هم نشته دے، زيات تر کرسئ هم خالی لگي او خبر نه يم چې سيکرټري صاحب او

ہغوی سرہ عملہ چہی دہ چہی ہغوی راغلی دی او کہ نہ دی راغلی؟ نو دا خو تا سو  
د مخکبہی نہ اعلان کرے وو، د پرون دا خبرہ دہ چہی نن بہ پہ دہی بانڈہی خبرہی  
اترہی کبہی، نو پکار دہ چہی منستہر صاحب ہغہ موجود وو، پارلیمانی سیکرٹریز  
او ہغہ چہی موجود وو او دا ہول ئے Notes اخستل۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ نماز کا ٹائم ہو رہا ہے، صالح محمد صاحب! اگر آپ مختصر کریں تو مہربانی ہوگی، اس کے  
بعد نماز کا وقفہ کر لیں گے۔ (مداخلت) د مونیخ نہ پس۔

جناب صالح محمد: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! قدرتی آفات، قدرتی آفات اور حالیہ بارشوں سے اس  
صوبے کا جتنا نقصان ہوا ہے بالخصوص چترال میں، ڈی آئی خان اور ہزارہ اور مانسہرہ میں، اس پر مجھے اور اس  
ایوان کے ہر رکن اسمبلی کو بہت ہی افسوس ہوا ہے اور سوائے افسوس کے اس کے علاوہ اور ہمارے پاس کوئی  
اختیار بھی نہیں ہے جناب سپیکر! کہ بارشوں میں یہ میری بہن ملیجہ سامنے بیٹھی ہوئی ہے، یہ گورنمنٹ کے  
ساتھ ان کا تعلق ہے اور میرا بھی حلقہ وہی ہے اور پھر پورے مانسہرہ میں جہاں پر ان کا گھر ہے، وہاں پر بھی  
تقریباً پانچ سات دن سے راستہ بند ہے اور کئی جگہوں میں تین تین سو گھروں کے راستے کٹ چکے ہیں، وہاں  
پر پیل ختم ہو چکے ہیں اور یہ پورے صوبے میں، تو وہاں پر میں موقع پر تو وہاں پر پہنچا ہوں لیکن موقع پر پہنچنے  
کے بعد ہمارے پاس کوئی اختیار ایسا نہیں ہے کہ ہم جا کے وہاں پر ان لوگوں کی کوئی دادرسی کریں۔ جناب  
سپیکر! جب میں نے وہاں پر ڈی سی صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس فنڈز کچھ ہے  
PDMA کا، چونکہ جب تک ہمیں Permission نہیں ہوگی ہم استعمال نہیں کر سکتے، تو میری یہی  
درخواست ہے کہ کچھ فنڈز ڈسٹرکٹ میں ہونے چاہئیں، وہاں پر جو ذمہ دار اہلکار ہیں، ذمہ دار آفیسرز ہیں، ان  
کے پاس تاکہ موقع کے مطابق کم از کم بنیادی سہولیات ان لوگوں کو وہاں پر میسر کر سکیں۔ جس طرح شاہ  
فرمان صاحب نے کہا ہے جو اس کیبنٹ کے بڑے ذمہ دار منسٹر ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ یہ ہمیں امتحان میں  
نہ ڈالیں، ہمیں کیا پتہ ہوتا ہے کہ جی کہاں پر چار بندے مرے گی یا کہاں پر کیا نقصان ہوگا؟ تو جناب سپیکر!  
یہ PDMA تو بنا ہی اسی لئے ہے، اس میں جو فنڈ ہے یہ اسی لئے ہے کہ اچانک جو قدرتی آفات آجاتی ہیں، یہ  
جو فنڈز ہیں، یہ تو یونیورسٹی بنانے کے لئے نہیں ہیں، نہ کوئی ہاسپٹل بنانے کے لئے ہیں، تو آپ سے یہی ایک  
درخواست ہے، یہی گزارش ہے کہ آئندہ کے لئے جہاں اس قسم کے یعنی پورے ڈسٹرکٹ میں جو ذمہ دار



لوگ ہیں، ان کے پاس اتنا فنڈ ہونا چاہیے کہ موقع کے مطابق وہاں پر جا کر یا ہم ایم پی ایز وہاں پر جا کر کچھ نہ کچھ وہاں پر ان کے راستے اگر ہم بحال کر لیں یا ان کے چھوٹے چھوٹے کام جو وقتی طور پر ہم بحال کر سکتے ہیں، باقی بیشک بعد میں ہوں۔ آج بھی میرے حلقے میں، مانسہرہ میں میرے حلقے میں کئی تین چار سو گھروں کے راستے کٹ چکے ہیں تو آپ سے یہی درخواست ہے کہ جناب سپیکر! اس کے لئے کوئی خصوصی حکمت عملی اور خصوصی کوئی پالیسی اور اس کے ذمہ دار، اس کی ذمہ داریہ موجودہ حکومت نہیں ہے کیونکہ شروع سے ہی کوئی ایسی حکمت عملی یا کوئی ایسی پالیسی نہیں بنی ہے ان قدر ترقی آفات کے حوالے سے، تو آپ سے یہی ایک درخواست ہے کہ اس کے لئے کوئی جامع حکمت عملی یا کوئی اچھی سی پالیسی بنالیں۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ نماز اور چائے کے لئے وقفہ ہے، اس کے بعد باقی، آدھا گھنٹہ۔

(ایوان کی کارروائی نماز اور چائے کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بیٹھی صاحب، محمود بیٹھی صاحب، پلیز۔ اچھا آپ اپنے، اچھا بیٹھی صاحب۔

جناب محمود احمد خان: مہربانی سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! دا خنگہ چہ نورو ملگرو خبری او کړې د سیلاب حوالې سره، داسې خالی یو شو خبرې کوؤ، چہ خنگہ دا چترال کبني راغلو، مونږ په دې غم کبني برابر شریک یو۔ دغسې زما په حلقې کبني سیلاب چہ کوم نقصانونه کړی دی، د منسټر صاحب په توجه کبني راولو، چہ تانک کبني علی خیل کله دے، داسې ورسره ورکوټے دیره احمد آباد دے، په دغه باندې اوبه راختلې دی، دا ریکویسټ ورته کوؤ چہ پی دی ایم اے والا دې، دی سی صاحب ته چہ فنڈز پکبني ریلیز کړی، دغه کلو کبني کورونه راغورزیدلی دی، درم آباد کبني علی خیلو کبني وړو کو کبني، دا منسټر صاحب ته ریکویسټ کوؤ چہ په دې باندې نظر ثانی او کړی۔ ورسره شاه عالم پل دے دا خه سپیکر صاحب! په 2010ء کبني سیلاب وړلے وو، بیا تیندر پکبني اوشو، بیا تیندر پکبني اوشولو، بیا کار پکبني شروع شو، بیا عارضی یو پل ټے جوړ کړو، هغه بیا اوبو او وړو، اوس بیا هم هغه درې څلور یونین کونسلې دی، هغه شاه عالم پل تیندر یو واری اوشو بیا کینسل شو، بیا اوشو بیا کینسل

شو۔ سپیکر صاحب! دا مہربانی کوہی چہی کوم دا عارضی پل وی یا عارضی خہ طریقہ وی دا شاہ عالم پل ورلہ اوکری خکہ چہی سپیکر صاحب! پہ ہغہی بانڈی ڈیر کلی دی، دوہ درہی یونین کونسلہی دی، ہغہ خلقو تہ ڈیر تکلیف دے، د خوراک مسئلہ پکبئی جوہری، بیماران وی پکبئی، نورہی ڈیرہی ڈیرہی خبرہ وی، دا د منسٹر صاحب پہ نوٹس کبئی راولو چہی سی اینڈ ڈبلیو سرہ دا خبرہ اوکری چہی دا شاہ عالم پل اخر دیکبئی مسئلہ خہ دہ؟ پہ 2010 ء کبئی ئے اوہو، تینڈر او شویا چہی کلہ دا اوس پہ 2013 ء کبئی الیکشن وو، ’ری الیکشن‘ وو، تینڈر کینسل شو بیا بحال شو، بیا کار شروع شو، اخر دغہ کلی والو، دغہی علاقہی تہ ڈیر زیات تکلیف دے، دا منسٹر صاحب تہ درخواست کوہی چہی پہ دیکبئی خہ طریقہ، خکہ چہی دغہی علاقہی تہ ڈیر تکلیف دے۔ ورسرہ ورسرہ ملیزے دے، اما خیل دی، پہ دغہ کبئی سپیکر صاحب! اوہہ راغلی دی، ڈیر نقصانونہ شوی دی، مونہر منسٹر صاحب تہ دا وایو چہی کوم ہم تاسونہ کیری ڈی سی تہ، پی ڈی ایم اے چہی کوم فنڈز ریلیز کوی خکہ چہی ڈی سی سرہ خبرہ اوکری، ہغہ وائی چہی مونہر سرہ دوہرہ فنڈ نشتہ او دا ریکویسٹ تاسو تہ کوہی، منسٹر صاحب تہ وایو چہی دا کوم ضروری خیزونہ دی چہی دا اوشی، ستاسو بہ ڈیرہ مہربانی وی۔

جناب سپیکر: عنایت خان، پلیز۔

اراکین: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: موقع درکوم تاسولہ، د دہی نہ پس خلاصوہ ئے نہ، فکر مہ کوہ۔ درکوہ، درکوہ موقع درکوہ، موقع دیتے ہیں، آپ سب کو دیتے ہیں، درکوہ، بیا بہ پاخہی، بیا بہ پاخہی۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جو ابھی تک ڈسکشن ہوئی ہے، میں نے ان کے Notes لئے ہیں اور میں ان پر Respond کروں گا، باقی جتنے ساتھیوں کے پرابلمز ہیں، وہ اٹھے، ہمارے Colleagues بیٹھے ہیں، مشتاق بھائی بھی بیٹھے ہیں اور وہ اس پر Respond دے سکتے ہیں۔ تھینک یو، سر! میں آپ کا مشکور ہوں اور یہ انتہائی اہم Important موضوع ہے اور اس پر

ہمارے بہت سے دوست اور احباب اور Colleagues بول چکے ہیں، عبدالستار خان، سردار حسین (شور) سیکرٹری ریلیف بیٹھے ہوئے ہیں، سیکرٹری ریلیف اور پی ڈی ایم اے کے لوگ اور فنانس کے لوگ جو Relevant لوگ ہیں، وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس، میں چیک کرتا ہوں، میں چیک کرتا ہوں۔

(سینیئر وزیر (بلدیات): سیکرٹری ریلیف بیٹھے ہوئے ہیں، اگر آپ کو نظر، جنہوں نے ہاتھ اٹھایا ہے، یہ سیکرٹری ریلیف ہیں، سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری ریلیف، میرے پاس حاضری اس کی لگی ہوئی ہے۔

اراکین: کورم پورا نہیں ہے۔

سینیئر وزیر (بلدیات): میں جاری رکھوں، سر!

جناب سپیکر: دو منٹ کیلئے گھنٹی بجائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائیں گئیں)

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! زما سرہ بہ تاسو لبر. د دغہ نہ پس یو دوہ منتو لہ ملاؤ پری، د اجلاس نہ پس چچی دے کنہ نو ما سرہ بہ یو دوہ منتو لہ ملاؤ پری تاسو۔ کاؤنٹنگ، پلیز (مداخلت) نہیں، پہلے کاؤنٹنگ کریں گے، دیکھتے ہیں کہ کیا پوزیشن ہے، پھر تو، اچھا پھر کاؤنٹ کر لیں جی، ایک دفعہ پھر کاؤنٹ کر لیں، ایک دفعہ پھر کاؤنٹ کر لیں جی۔ ایک منٹ، ہم ایک دفعہ، سیکرٹری صاحب! آپ پھر ایک دفعہ کاؤنٹ کر لیں۔ تعداد پوری ہے۔ عنایت خان، پلیز۔ آپ سب کو موقع دے رہا ہوں جی، آپ کوئی بھی بغیر تقریر کے نہیں جائے گا۔ (مداخلت) در کوؤ صاحب! کنہ، تاسو لبر حوصلہ او کپری کنہ، حوصلہ او کپری، در کوؤ موقع در لہ، کہ وائند اپ کوؤ، د ہغی نہ پس مشتاق غنی بہ ہم کوی کنہ، ہول بہ سپیچز کوی۔

سینیئر وزیر (بلدیات): اس کے بعد، دیکھیں، میں آپ کے توسط ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومتی وزراء موجود ہیں، دیکھیں ریونیو کے منسٹر موجود ہیں، شاہ فرمان صاحب موجود ہیں، نہیں میں جتنے لوگوں نے بات کی ہے، میں اس پر Respond کروں گا، میرے بعد جو لوگ بولیں گے، اس پر، اس پر مشتاق بھائی یارونیو

کے منسٹر ہیں، وہ Respond کریں گے۔ تو لوگ موجود ہیں ہمارے، اور کیبنٹ کے Colleagues موجود ہیں (مداخلت) یہ بات Complete کریں، بس میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، ہاں چلو اکبر، اکبر بات کریں، آپ خطاب فرمائیں، اکبر صاحب! خطاب فرمائیں، آپ پانچ چھ لوگ باقی رہ گئے، ٹھیک ہو جائے گا۔

ارباب اکبر حیات: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب کو سب سے آخر میں موقع دیں گے تاکہ یہ تھوڑا Wait کریں۔

ارباب اکبر حیات: زما د خبری مقصد دا نہ وو جی، زما مقصد دا وو چہ دا مشر سرے دے او دوی غواری چہ زہ د عنایت صاحب پہ موجود گئی کنبی خبری او کرم، ما خکے او وئیل۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بخت بیدار صاحب۔

ارباب اکبر حیات: زما د پارہ خودا نور ہم قابل احترام دی جی، خکے۔

جناب سپیکر: جی، بخت بیدار صاحب۔ (شور) جی، بخت بیدار صاحب۔

جناب بخت بیدار: جناب سپیکر صاحب، ڊیره زیاتہ مہربانی۔ دا نن چہ کوم بحث دے، پہ توله صوبہ کنبی ڊی سیلاب کومہ تباہی کړی ده او ڊیر زیات جانونہ ہم پکنبی ضائع شوی دی، آبادیانی ہم ضائع شوې دی، د هر ممبر سره، د ڊی ایوان معزز ممبر سره د تولو خبرو فکر دے او هر سرے وائی چہ یرہ کم از کم ما پہ ڊی خه خبره او کړے۔ جناب سپیکر صاحب! که مونږ ڊی ته فکر او کړو، پته نه لگی چہ خدائے پاک پرودگار زمونږ نه خه کمزوری شوې ده او بیا خاصکر ملاکنډ ډویژن، اول راباندې زلزله، بیا راباندې دهشت گرد، بیا سیلاب، بیا چترال کنبی سیلاب (تقیه) مونږه لږ ورنزدې شوی یو، تاسو خفه کیرې مه، بیا بی انصافی (تقیه) چہ دا دوه بجه کله کوم جوړ شو (تالیاں) او په هغې کنبی مختلفې علاقې اهمیت لری او مونږه پکنبی مطلب دا دے چہ بار بار فریاد کوو خو Ignore یو، خدائے پاک پرودگار ڊی د شاه فرمان په زړه باندې د رحم اوبه توښې کړی چہ دا خبره چہ کومه مونږه کوو، زما په خیال دا خبره به په ورځ

د قیامت مونږه دومره تپوس کوؤ نو چې نن ئې مطلب دا دے مونږه ته حق ادا کړی نو بنه ده په مونږه باندې دا عذابونه به نه راځی۔ زما دا درخواست دے جی، چترال زموږه Immediate ضلع ده او په چترال کښې تباہیانې شوې دی، د هغې نه زما خیال دے د میډیا په Through باندې د اوریدو په Through باندې، تاسو د تگ په Through باندې، مونږه د وزیر اعظم صاحب هم شکریه ادا کوؤ، د وزیر اعلیٰ صاحب او د هغه د کښت هم شکریه ادا کوؤ چې په تائم باندې تلی دی خود دې سره سره پکار دی چې مطلب دے چې هغه خلقو چې هغوی ته رسائی نه کیری، هغوی اوس هم نهارې شپې او ورځې تیروی، هغوی اوس هم په بیابان کښې شپې ورځې تیروی، زما دا درخواست دے، په سن 1974 کښې دغه چترال ته بهتو صاحب په C-130 کښې بوس وړی و د هغوی څارو له، دغه شان شیرپاؤ چې کله دلته چیف منسټر وو نو د دیر نه تر دروش پورې هیلې کاپټر سروس چلولو۔ زما دا درخواست دے، چترال ډیره لویه پرته علاقه ده، مونږه له پکار دا دی چې مونږه د دې صوبې خپل څنگه چې زموږه نور ورونږو مطالبه او کړه، د ټول بخت نه یو طرف ته مونږه دغه علاقې ته توجه ورکړو چې کومو خلقو ته د انسانیت په نظر نه کتلې کیری، دنیا ورته گوری خو مونږ ورته نه گورو، لهذا زما یو درخواست دا دے، تجویز مې دا دے چې کومو علاقو ته راشن نه دے رسیدلے، خلق نهار دے، هغوی ته دې د هیلې کاپټر په Through باندې راشن اورسولے شی او د هغې نه علاوه، کومې لارې تر ډیره حده پورې، مونږ ته د میډیا په Through باندې وائی چې بونی، مستوج چې کوم دے هغه لائن برابر شوے دے، آرمی ټھیک کړے دے، مونږه د هغوی مشکوریو خو چې کوم واړه دیات دی، لکه په لنډو به زه اووایمه، د دوروش سره چې کوم آیون دے، هغه اوس یو طرف ته دے، د هغې چې کوم هائیډو پراجکټ دے، هغه مکمل اورلے شوے دے۔ دغه شان بره چې ته کافرستان ته لار شې، هغه طرف ته مطلب دا دے حالات بالکل بدل دی، رابطه ورسره کټ ده۔ دغه شان د شندور چې کومې علاقې دی، زری د هغې میله روانه ده، هغه رابطه کټ ده، نو زما خپل ورور ته ستاسو په Through باندې دا درخواست دے چې عنایت الله هم زما نه ډیر نزد دے چترالیانو ته او دے تلے هم دے، مونږ د دوی شکریه هم ادا کوؤ، ده دوره

ہم کپڑے وہ خواہے علاقوتہ، پرتو علاقوتہ چہ کوم خائپ تہ رابطہ کت دی، چہ دہغہ خلقو داد رسی اوشی، دہغوی د دوايانو، د سکولونو چہ کومہ تباہی شوہ دہ، دہسپتالونو چہ کومہ تباہی شوہ دہ، ہغہ تہ مطلب دادے چہ توجہ ورکپڑی شی۔ دہغہ نہ علاوہ دیر بالا او دیر پائین کبہی زما پہ حلقہ اندہی دریائے سوات راغلے دے جی او دیرش، پینخہ دیرش کلومیٹر زما علاقہ دہ، د چکدرہی نہ واخلہ ترد کمالہ پورہی، دلته دریاب آبادی ہم ورہی دہ، فصلونہ نے ہم تباہی کپڑی دی او ہر شہ گہوہ دی او خوړونو ہم بنہ تباہیانہی کپڑی دی، نو تہیک دہ زمونہ د دروش پہ مقابلہ کبہی، د چترال پہ مقابلہ کبہی دا خپلہ تباہیانہی چہ کوم دی، دا Minor دی، کلہ چہ تاسو بحت جوړوئ، Need basis پکبہی لیکئی، زہ دا وایم چہ دا Need basis تاسو کوم خائپ کبہی استعمالوئ، مہربانی کوئ خکہ چہ دا سیلاب د اوس نہ نہ راخی، دیر مخکبہی نہ شو شو خلہ راغلے دے او دغہ علاقو کبہی راغلے دے، لہذا پکار دہ چہ Need basis ہغہ خائپ تہ او وئیلپہ شی چہ کوم خائپ نہ دا نقصانات شروع کپڑی۔ زما دیرہ زیاتہ شکریہ سپیکر صاحب، زما نہ یریرہ مہ خیر دے ان شاء اللہ پہ طریقہ بہ خبرہ کوہ، اوس خو مونہ لہر تاسو تہ نزدہی یو، نو مونہ لہر اہمیت را کوہ خو لہر مطلب دادے چہ تہیک خبرہی تہ بہ تہیک وایو او غلطہی تہ بہ غلطہ وایو او د اکبر حیات خان شکریہ۔

جناب سپیکر: سردار ظہور صاحب، سردار ظہور صاحب، سردار ظہور صاحب، اس کے بعد آمنہ سردار۔ ہاں جی، وہ مولانا نے بات کی ہے ناں، وہ مولانا جو بھی مولانا ہوگا، وہ ابھی لیٹ ہوگا۔ جی جی، سردار ظہور صاحب۔

سردار ظہور احمد: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت شکریہ جناب سپیکر۔ آج اس اہم بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر، حالیہ بارشوں سے اور سیلاب نے پورے ملک میں تباہی مچائی، یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ جس طرح چترال میں بہت زیادہ نقصانات ہوئے، صوبہ کے پی کے کے مختلف شہروں اور دیگر ڈسٹرکٹس کے اندر بھی اسی طرح نقصانات ہوئے اور پورا انفراسٹرکچر متاثر ہوا، کچی سڑکیں بہہ گئیں، پختہ سڑکیں بھی کھنڈرات کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ میں اپنے حلقے کی بات کروں گا، ڈسٹرکٹ مانسہرہ کی،

چونکہ یہ پہاڑی علاقہ ہے، شدید بارشوں کی وجہ سے، لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے، بہت سے گاؤں، قصبوں کے شہر سے رابطے منقطع ہیں۔ میں اپنے گاؤں کی بات کرتا ہوں، آج پانچ دن سے لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے ہمارے گاؤں کا دوسرے حلقوں سے رابطہ منقطع ہے، شہر سے رابطہ منقطع ہے۔ اسی طرح بارشوں سے کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں، بہہ گئیں، سبزیاں ٹماٹر اور دیگر ان دنوں کی فصلیں ہیں، وہ بالکل بری طرح متاثر ہوئیں بلکہ ختم ہو گئی ہیں۔ اسی طرح سب نے نقصانات کی بات کی لیکن میں صرف یہ پوچھتا ہوں اپنے ان اداروں سے جو کہ ہمارے Development programs چلاتے ہیں جن کے ذریعے ہماری سڑکیں تعمیر ہوتی ہیں، جن کے ذریعے ہماری عمارات بنتی ہیں، مثال کے طور پر سی اینڈ ڈبلیو ہے، میونسپل کمیٹی ہے، ڈسٹرکٹ کونسلز ہیں، ان کی ذمہ داری یا ڈسٹرکٹ کونسلز کی یا سی اینڈ ڈبلیو کی کہ وہ اپنے جو روڈز ہیں، ان کی دیکھ بھال رکھیں۔ جو ہمارے ایم اینڈ آر میں فنڈز رکھے جاتے ہیں، وہ کہاں خرچ ہوتے ہیں؟ ایم اینڈ آر کے پیچیس فیصد بھی اگر، پیچیس سے تیس پر سنٹ بھی اگر ان سڑکوں پہ لگا دیئے جائیں تو کم از کم یہ مون سون کی بارشوں میں وہ سڑکیں تباہ نہ ہوں۔ ہوتا یہ ہے کہ ایم اینڈ آر کا فنڈ رکھ دیا جاتا ہے لیکن وہ خرچ ہی نہیں ہوتا، نہ ان کی صفائی کا کوئی اہتمام ہوتا ہے، نہ کہیں سے کوئی سڑکیں جو ٹوٹی پھوٹی ہیں، ان کو ٹھیک کیا جاتا ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم کم از کم جو روڈز ہمارے بن جاتے ہیں، انکی دیکھ بھال کے لئے جو ایم اینڈ آر کا فنڈ ہے، وہ 'پراپر' طریقے سے خرچ ہو، اس کیلئے کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے تاکہ آئندہ موسم میں جب بارشیں ہوں تو وہ روڈز خراب نہ ہو سکیں اور دوبارہ ہمیں انکی تعمیر کی ضرورت نہ پڑے۔ اسی طرح جو ہماری کنسٹرکشنز ہوتی ہیں، میں صرف صوبائی کی بات نہیں کرتا، مرکز کے اندر بھی، این ایچ اے کے روڈز ہیں، ان میں شاہراہیں ہیں، جب بارشوں سے چند دن پہلے وہ ریت کا چھڑکاؤ اور سڑا ہوا موبل آئل ڈال دیا جاتا ہے، بارشیں شروع ہوتی ہیں تو وہ جو ریت ہوتی ہے، وہ بہہ کر نالوں کو بند کر دیتی ہے، زیادہ نقصانات اس وجہ سے بھی ہو رہے ہیں اور 'پراپر' طریقے سے وہ سڑک بنائی نہیں جاتی ہے، سال کے End پہ وہ اس کی Repairing تھوڑی بہت کر دیتے ہیں، کاغذات کے پیٹ بھر جاتے ہیں۔ اسی طرح بالکل دوسرے جو ہمارے ادارے، سی اینڈ ڈبلیو ہے یا دیگر ہماری میونسپل کمیٹی ہیں، ان پہ کوئی چیک اینڈ بلینس نہیں ہے۔ میں بلاشبہ یہ بات وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی Change نہیں آئی، اسی طرح جوں کا توں وہی

سسٹم ہے بلکہ الٹا ہمیں نقصان ہوا، ہم نے اس فورم پہ بات کی تھی کہ پراجیکٹ کمیٹیز تشکیل دی جائیں۔ آج 'ای ٹینڈرنگ' ہے لیکن 30 پر سنٹ تک Below ٹھیکے جاتے ہیں، تو کس طرح وہ ٹھیکہ دار، کس طرح وہ ٹھیکہ دار کام کرے گا؟ سیونگنز آتی ہیں لیکن وہ اس پہ سیونگنز بعد میں ہم وہاں پر خرچ نہیں کر سکتے تو معیار ہی اس کا گھٹیا ہے جبکہ ان کے یہ الزامات ہیں کہ ابھی تک وہ کمیشن سسٹم ختم نہیں ہوا۔ میں اس محترم فورم جو قابل احترام فورم ہے، اس پہ یہ بات کر رہا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے کسی ایم پی اے کی کوئی Involvement نہیں ہوگی کسی جگہ کسی کمیشن میں لیکن اب بھی وہی سسٹم ہے، اس کو ابھی تک کنٹرول نہیں کیا جاسکا، تو ہم کس طرح اپنے علاقوں کو Develop کریں گے؟ ابھی تک وہی نظام چل رہا ہے Percentage کا، معذرت کے ساتھ اگر کوئی ایم پی اے اللہ کے فضل و کرم سے اس چیز میں Involve نہیں، کسی کرپشن میں نہیں ہوگا لیکن وہ جو پورا سلسلہ ہے جو عرصہ دراز سے چلا آ رہا ہے، میں کسی کو ٹارگٹ نہیں کرتا کہ فلاں گورنمنٹ میں ہوا لیکن عرصہ دراز سے چلا آ رہا ہے، وہ دس پر سنٹ سے لے کر 30 پر سنٹ تک ہے۔ آپ اندازہ کیجیے جب 30 پر سنٹ کمیشن میں چلا جاتا ہے، 10 پر سنٹ انکم ٹیکس میں چلا جاتا ہے، اسی طرح 10 پر سنٹ اگر ٹھیکہ دار لیتا ہے تو باقی پیسے کیا بچتے ہیں؟ دس یا بیس پر سنٹ وہ لے لیتے ہیں تو وہ سڑک تعمیر ہوگی تو غیر معیاری ہوگی، سکولز تعمیر ہونگے تو غیر معیاری ہونگے، ہمیں سب سے زیادہ نقصان اس وجہ سے بھی ہو رہا ہے۔ اگر معیاری کام ہوں تو وہ عرصہ دراز تک چلتے ہیں، انہیں نہ برسات کچھ کہتی ہیں، نہ سیلاب کچھ کہتے ہیں لیکن اس حساب سے اس پلاننگ سے کام کیا جاتا ہے کہ ایک سال کے اندر جو کام کیا، وہ واٹس ہو جاتا ہے۔ میری سپیکر صاحب! یہ گزارش ہے کہ اس پہ کوئی لائحہ عمل اور جامع پالیسی ترتیب دی جائے تاکہ جو ہم کام کریں، کم از کم آٹھ دس سال رہ جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، شکریہ۔ آمنہ سردار، آمنہ سردار۔

ارباب اکبر حیات: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: آپ کی باری ختم ہو گئی ہے۔

ارباب اکبر حیات: ما خو جی خپل نمبر هغوی له نه وه ور کرے، ما خو صرف اووئیل

چی دوئی له موقع ور کرئی او تاسو مائیک هغه له ور کرئو او زه پاتې شوم۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ (تہقہم)



محترمہ آمنہ سردار: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکر یہ جناب سپیکر۔ سب سے پہلے تو میں انتہائی دکھ اور اپنے شدید غم کا اظہار کروں گی، اپنی پارٹی کی طرف سے بھی اور ہم سب کی طرف سے بھی، کیونکہ چترال میں جو حالیہ سیلاب آیا پورے صوبے میں جہاں جہاں پہ سیلاب آئے ہیں اور بہت زیادہ نقصان ہوا ہے، اس کے لئے انتہائی دکھ ہے بلکہ ہر شخص اس پہ دکھی ہے اور غم زدہ ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ میرا علاقہ چونکہ سیلاب کے اس میں نہیں آتا ہے، اس زون میں بھی نہیں آتا ہے لیکن سیلاب چونکہ بارشوں کی وجہ سے آتا ہے تو بارشیں جو ہیں وہ باعث بنی ہیں اس سارے مسئلے کا، سیلاب کا۔ میرے علاقے کا مسئلہ یہ ہے جی، میرا تعلق گلیات سے ہے، حلقہ 48 جو ہے وہ ہمارے اس میں آتا ہے، وہاں پہ مون سون کی جو بارشیں ہوتی رہی ہیں، ان سے سیفٹی والز، ری میننگ والز، بر جز اور سکول کی Even جو بلڈنگز ہیں، ڈسپنسرز اور بی ایچ یوز کافی حد تک متاثر ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ مزید جب زلزلہ آیا تھا تو زلزلے کی وجہ سے وہ زیادہ عمارات متاثر ہوئی ہیں اور بہت ساری گورنمنٹ کی عمارات ہیں، وہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو پورا ڈیٹا بھی دے سکتی ہوں۔ ہمارے ہاں جی دریا تو ہیں نہیں، نہریں بھی نہیں ہیں، نالے ہوتے ہیں جس کو ہماری زبان میں کھٹہ کہا جاتا ہے، وہ بھر جاتے ہیں تو وہ جا کر اس ساری دیواروں کو یا ان کو کمزور کرنا شروع کرتے ہیں۔ میں کئی بار کہہ چکی ہوں سی اینڈ ڈبلیو والوں کو، تو مجھے لگتا ہے کہ ان کو فون کرنا میرا ایک روٹین بنتا جا رہا ہے، ریگولر فون ان کو کرنا پڑتا ہے کہ جی اس جگہ پہ ناقص کام ہو رہا ہے، اس پہ آپ اس حساب سے چلیں، ناقص میٹریل استعمال ہو رہا ہے، آئے دن، مجھے ابھی افسوس ہے کہ یہاں پہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے نہیں ہیں، اگر وہ ہوتے تو ان سے میری یہ ریکویسٹ ہوتی، اس فورم پر کہ کم از کم گلیات کے علاقے میں آپ کے یہاں پہ ایک سو چوبیس جو یہاں پہ ممبر بیٹھے ہیں، ان میں سے میرا خیال ہے پچاس لوگوں نے تو جا کے رمضان بھی وہاں گزارا ہے اور عید بھی گزاری ہے، تو کم از کم وہاں کے مسائل کو بھی دیکھنا چاہیے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میڈم! تھوڑا مختصر کریں، مہربانی ہوگی۔

محترمہ آمنہ سردار: جی سر! میں مختصر ہی کرونگی۔ تو سر! ہمارے ڈی سی صاحب بڑے Cooperative ہیں، وہ ہمارے ساتھ بہت اچھے طریقے سے Cooperate کرتے ہیں لیکن یہاں سے اگر ڈائریکٹوز ایشو ہونگے کہ وہ لوگ جو متاثرین ہیں اور ظاہر ہے بہت غریب لوگوں کے گھروں کی چھتیں گرتی ہیں اور یہ

سیکیورٹی والز اور یہ سیفٹی والز جو ہیں، ان سے بہت پر اہم ہوا ہے، پچھلے مہینے میں کم از کم چار ایکسیڈنٹ ہوئے ہیں، شدید ایکسیڈنٹ ہوئے ہیں جس میں بالکل وہ سیفٹی والز کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوئے ہیں، میں گزارش بھی کرونگی آپ کے توسط سے لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب سے کہ اگر وہ خود ان دنوں جا کر وزٹ کریں اور دیکھیں کہ جو سیفٹی والز کے جو حالات ہیں، یہ جو 'ری ٹینگ' والز کے جو حالات ہیں، یہ جو سڑکوں کے حالات ہیں، وہ کیسے ہیں؟ حالانکہ جی ڈی اے کے پاس کافی فنڈ ہوتا ہے اور اور بھی کافی فنڈز ہیں، تو پلیز ایک سیاحت کا مرکز ہے، سیاحت کے لئے تو سارے جاتے ہیں، سیر بھی کرتے رہتے ہیں لیکن اس کی طرف اس کی جو حالت زار ہے، اس پہ توجہ کوئی بھی نہیں دے رہا، تو نتھیا گلی خوبصورت ہے، ایبٹ آباد کا بلکہ صوبہ سرحد کا میں سمجھتی ہوں دل ہے لیکن اس دل کو بیمار کر کے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو اس کی بہت ساری، تین تین چار چار گھنٹے صرف نتھیا گلی تک پہنچتے ہوئے لگتے ہیں جبکہ سینٹالیس یا پچاس منٹ کا راستہ ہے اور انتہائی ناقص کارکردگی ہے جی، میں یہ ایری گیشن والوں کو بھی تو اس لئے میری ریکویسٹ ہوگی کہ جتنے لوگوں کا میں نے یہاں پہ اس فورم پہ نام لیا ہے، اور ایک اور جی تجاوزات پچھلے سال ہوئی تھیں ایک سال پورا گزر گیا ہے اور اس کے باوجود ابھی تک وہ ملبہ نہیں اٹھایا گیا، وہیں پہ سڑکوں پہ پڑا ہے، بہت سارے لوگ یہاں پہ Witness ہونگے جو وہاں پہ گئے ہیں رمضان میں اور عید پر وہ دیکھیں گے کہ ملبہ ابھی بھی وہیں پہ موجود ہے اور نہیں ہٹایا گیا، تو یہ کس کا قصور ہے؟ یہ جی ڈی اے کے اندر آتا ہے، ان کو چاہیے کہ یہ کریں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکر یہ۔

محترمہ آمنہ سردار: میری آپ سے ریکویسٹ ہوگی جی کہ ہمیں تو ایک کروڑ کا فنڈ ملتا ہے، وہ اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہوتا ہے، ہم اس کو اپنے علاقے میں لگاتے ہیں تو Kindly یہ ڈائریکٹوز ایسے ایسٹو کئے جائیں کہ جو لوگ متاثرین ہیں، ان کو فوری طور پر ان کے مسائل کا سدباب کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکر یہ، شکر یہ جی۔ مفتی فضل غفور صاحب، اس کے بعد آپ کو، مہربانی ہوگی دو تین منٹ میں تاکہ، فنکشن بھی ہے اور میں میڈم کو پھر آخر میں ریکویسٹ کروں گا، میڈم! آپ نے وہ پھر جو پولیس والا ایسٹو ہے، پھر آپ اٹھالیں گی۔ مفتی صاحب جو ہیں، خطاب فرمائیں اس کے بعد۔

مولانا مفتی فضل غفور: شکر یہ جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب، زہ خود تہولو نہ وړاندې نن د پولیس یوم شہداء دہ نوپہ دغہ حوالہ باندې د خپل طرف نہ او د خپل پورا ایوان د طرف نہ د تہول پولیس د شہداء، د هغوی د اہل خانہ سرہ او د هغوی دورثا سرہ د غم او د تعزیت اظہار کوؤ او مونږہ د خپلو دغې ریاستی ادارو پہ شا باندې ولاړ یو جناب سپیکر، د حالیہ سیلاب پہ تباکارو باندې د هغې نقصانات او د هغې پہ ازالہ باندې بحث شروع دے، زہ اوږد تقریر نہ کول غواړم، صرف او صرف یو څو تجاویز ستاسوپہ نوټس کښې راوستل غواړم۔ جناب سپیکر، دا یو داللہ رب العالمین د طرف نہ د امتحان یو گھږی وی، ہر سرے پہ خپل خپل ځائی باندې پہ امتحان کښې وی، یوازی حکومت، یوازی ادارې نہ بلکہ چې څومرہ ہم ددې معاشرې سرہ وابسطہ خلق دے، ہر ہر فرد پہ خپل خپل ځائی باندې ذمہ دار دے، پکار دے چې تہول سیاسی تنظیمونہ، تہولہ تاجر برادری، تہولې رفاہی ادارې، هغوی پہ دغہ سیلاب ځپلو خلقو باندې فوکس اوساتی او تہول سیاسی جماعتونہ د هغوی مشران هغہ هلته لاړ شی او پہ تہولہ صوبہ کښې د د هغوی د پارہ د کوآپریشن د پارہ او د هغوی سرہ د تعاون د پارہ یو مہم او چلیدلے شی۔ جناب سپیکر، د حکومت پہ خپل ځائی ذمہ واری دہ، "السلطان العادل ظل اللہ فی الارض" منصفہ بادشاہ، انصاف والا بادشاہ د اللہ رب العالمین سایہ وی، هغہ غم ځپلی خلق، هغہ بی اسرې او بی سہارا خلق چې هغوی دا وخت ډوډی تہ حیران دی، د هغوی د څښکلو اوبہ نشته دے، د هغوی د سر چہت نشته دے جناب سپیکر! پکار دا دہ چې حکومت پہ هغوی باندې فوکس ورکړی او خپل تمام تر توجہ هغہ دغې طرف تہ ورواړوی خوزہ چې وینم زمونږہ ډیر معزز ممبرانو پہ دې حوالہ خبرہ او کرہ جناب سپیکر! دا ماتہ صدا بہ صہرا ښکاری، 2013 اگست کښې سیلاب راغلو او اکتوبر کښې پہ دې ایوان کښې پہ هغې باندې ډیبیټ اوشو، مونږ د خپلو خپلو علاقو مسائل مخې تہ کړل جناب سپیکر، زہ چې کوم گورم، زما پہ خیال باندې د دغې سیلاب ځپلو خلقو، د دغې سیلاب ځپلو علاقو د هغوی حشر بہ ہم دغہ شان وی لکہ څہ رنگ چې پہ 2013 کښې دغې حکومت د هغې حلقو سرہ، د هغې علاقو سرہ کړے دے، مونږہ خپل درد او فریاد دلته پیش کړو جناب سپیکر! خومخې تہ د هغې مداوانہ

کیبری، مریض ڊاکٽر له راشی، ڊاکٽر ورته علاج نشی کولے۔ جناب سپیکر! چپی کوم زمونږه Flood damages وو، د سی ایم صاحب په وینا بانډی مونږه په 2013 کبني هغوی ته مخی ته پیش کړل چپی کوم Real او چپی کوم Facts وو، بالکل سره د هغی پیکچرز او سره د هغی Concerned Departments د هغوی Comments نه او د هغوی د Recommendation نه جناب سپیکر! هغه هم د سیاست نذر شواو په هغه حلقو کبني هغه فنډونه اولگیدل کومو حلقو ته چپی فلډ او سیلاب بالکل چپی کوم دے هغه ئے پیچ کړی هم نه دی، نو بیا خوبه مونږه دغه سیلاب خپلو ورونږو ته او وایو چپی که خوک او بو اخسته دے نو اول به ترې تپوس کوؤ چپی ته په تحریک انصاف کبني ئی، ستا ایم پی اے او ستا ممبر په کومه پارټی کبني دے، که هغه د حکومتی پارټی سره تعلق ساتی نو تاته به حکومت توجه درکوی خو که ته او ستا ممبر د حکومتی پارټی سره تعلق نه ساتی بیا خان له ژاږه، ستا په سر بانډی هیخوک دلته د لاس رابنکلو نشته دے جناب سپیکر!

کشتی نه رہی ساحل نه رہا، ساحل کی تمنا بھی نه رہی

اے پوچھنے والے ظاہر ہے انجام ہمارا کیا ہوگا

اے مونج حوادث ان کو بھی دوچار تھیڑے ہلکے سے

جو لوگ ابھی تک ساحل پر طوفان کا نظارہ کرتے ہیں

جناب سپیکر، زمونږ خو زرونه غمژن دی، زمونږ خو زرونه غمژن دی، مونږه خو چپی د هغی ورونږو هغه تکلیفونو ته گورو، هغی غمونو ته گورو او د حکومت بی توجیہی ته گورو جناب سپیکر! دا ډیره لویه د افسوس خبره ده او زه په دغی حواله بانډی کم از کم تاسو ته دا تجویز درکوم، د ټولو نه مخکبني خو پکار دا ده چپی په کومو علاقو کبني چپی غذائی قلت دے او هلته غذائی اجناس ختم دی، هلته Water supply schemes totally ختم دی، جناب سپیکر! فوری طور د هلته د دغی د فراہمی حکومت د هغه پخپله بندوبست او کړی او بیا جناب سپیکر! چپی خومره هلته هسپتالونه دی او هیلتھ یونٹس، پکار ده چپی هغه Functional کړل شی او Emergency basis بانډی هلته چپی کوم میڈیسن،

لکه څنگ چي ميڊم خبره او کړه، هغه دې هلته هغوی ته Provide کړې شي او بيا جناب سپيکر! پکار دا ده چې د هريو ډي سي سره Executive کم از کم دوامره څه نه څه فنډ تاسو کيږدوئ چې هغه په داسې ايمرجنسي په حالاتو کيښي هغه هغه فنډ لگولې شي او هغه ايمرجنسي Cover هغه پرې کولې شي۔ زه خو به دوامره او وایم جناب سپيکر! زمونږ اوس په دې موجوده، په دې موجوده بارانونو کيښي د بونير چې د سوات سره کوم لگيدلې روډ دے، درې ورځې د سلائيډنگ د وجې نه بند پروت وو۔ جناب سپيکر، څوک تلے دے هلته زما چې کوم مشينري ولاړه ده، هلته د سي اينډ ډبليو سره ما درې پيرې په دې فلور باندې دا خبره او کړه او د سي اينډ ډبليو منسټر صاحب راته يقين دهاني را کړه چې مونږ به د هغې Repair او کړو، مونږ به د هغې د پاره ډرائيوران او گورو۔ جناب سپيکر! د فارن نه ډونرز راشي، مونږ ته سامان را کړي او هغه دغه شان جوں کے توں په خپل حال باندې پروت دے، زما په خيال باندې د مخکښي نه دې د پاره منصوبه بندي پکار ده او په پوليتيکل بيسز باندې نه جی، په Need basis باندې او په Real need basis باندې تاسو چې په اے ډی پی کښي ليکئ، هغه Need basis نه، په Real need basis باندې جناب سپيکر! پکار دا ده چې د دې د پاره مخکښي نه منصوبه بندي او کړه شي او۔۔۔۔

جناب سپيکر: دیکښي دې ايشو کښي زما يو تجويز دے چې يو Application تاسو را کړئ، هغه دغه کښي چې مونږه د دې Concerned کومه سټينډنگ کميټي ده، هغه کميټي يو ميټنگ اوشي او هغه يو Proper recommendation جوړ کړي او هغه Recommendation چې دے نو گورنمنټ ته بيا Present شي، هغه به هم يو ضروري وي۔ زما خيال دے چې شيراز خان خبره او کړي، شيراز خان نه پس عنايت خان! بيا تاسو دغه او کړئ۔

مولانا مفتي فضل غفور: جناب سپيکر، اوس خو مې، يو اخري تجويز ورکوم جناب سپيکر! جناب سپيکر صاحب۔

جناب سپيکر: جی، جی جی، جی جی، مفتی صاحب۔

مولانا مفتی فضل غفور: سپیکر صاحب، تاسو کہ د دې ځانې نه جی، تاسو کہ د دې ځانې نه جی هدايات جاری کړئ چې ټولې محکمې د فوری طور چې کوم دے نو ټولو اضلاع کښې چې څومره Flood damages دی، د هغې یو تخمینہ د جوړه کړی او هغه د دلته راولیږلې شی او هغه په Political basis باندې نه، هغه په Need basis باندې تاسو Adjust کړئ او د هغې د Recover کولو د پاره تاسو فوری طور اقدامات او کړئ۔ شکریه، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: منسټر صاحب به په هغې باندې Comments او کړی۔ شیراز خان، پلیز بیا تائم شارټ دے بس، او میډم به دې نه پس د شهداء حوالې سره دغه او کړی بیا۔

جناب محمد شیراز: شکریه جناب! شکریه۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر!

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! ماته موقع ملاؤ نشوه۔

جناب سپیکر: ستا نه پس به اجلاس ختم کوو۔

جناب محمد شیراز: جناب سپیکر! نن چې کوم موضوع دے، وه سیلاب میں نقصانات اور ان کیلئے ازاله ہونا چاہیے، Main issue جناب سپیکر! یہ ہے کہ ہمارے علاقوں میں یا صوبوں میں جو سیلاب آتے ہیں یا قدرتی آفات آتی ہیں، یہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پہ قہر ہے لیکن اس طرح۔

جناب سپیکر: یہ کل ناراض ہوئے تھے تو آج ان کو منانا ہے نا، کل ناراض ہوئے تو آج ان کو منارہے ہیں، اس لئے ان کو نائٹم دیا ہے۔ (قہقہہ)

جناب محمد شیراز: شکریہ جی۔ جی جی، بالکل راضی ہوں میں۔ جناب سپیکر، آخر یہ جو نقصانات روزانہ سیلابوں کی وجہ سے ہورہے ہیں، قدرتی آفات کی وجہ سے ہورہے ہیں جناب سپیکر! ٹھیک ہے قدرتی آفات کا مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن ان کی وجوہات معلوم کرنی چاہئیں، خاص کر جو میدانی علاقے ہیں، ان میں زیادہ تر جو نقصانات ہورہے ہیں، سیلاب آرہے ہیں، ان میں جو خاص کرنڈی نالے ہیں، وہ یا اس طرح خوڑ وغیرہ ہیں، ان میں تجاوزات کی وجہ سے، وہ کم قیمت پہ شاملات وغیرہ پر لوگ ان پہ قابض ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں بند وغیرہ بنا کر اس کو مضبوط کرتے ہیں، تو اس سے ہماری زرعی زمینیں ہیں، وہ بھی

تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ جناب سپیکر! جس طرح ہمارے صوبے میں قدرتی آفات آتی ہیں لیکن ایک طرف تو کچھ لوگوں کے گاؤں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں لیکن دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو کچھ لوگوں کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ کس طرح وارے نیارے ہو جاتے ہیں کہ اس میں کچھ لوگ جو ہوتے ہیں، نقصان جن لوگوں کا ہوتا ہے، وہ امداد یا ان لوگوں کو ان کا حق نہیں ملتا، جس طرح محکمہ ریونیو میں اگر دیکھا جائے تو جو پٹواری ہیں، تحصیلدار گرداور ہیں، ان کے اپنے لوگ ہیں، اپنے چہیتوں کو، جن کے نقصانات ہوتے ہی نہیں ہیں تو ان لوگوں کو اسی طرح نقصانات کا تخمینہ بنا کر ان لوگوں کو وہ Payment کر دیتے ہیں۔ جس طرح سیکرٹری صاحب مثال کے طور پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ پچھلے گزشتہ سال جو نقصانات ہوئے تھے، ابھی تک ان لوگوں کو Payment نہیں ہوئی ہے۔ بارشوں سے اگر ہمیں اس نئی، اسی طرح سات تاریخ کو اجلاس ہے، ہمیں اسمبلی میں یہ ریکارڈ پیش کیا جائے کہ گزشتہ سال کے جو نقصانات ہوئے ہیں، ابھی تک آیا ان لوگوں کو، ابھی تک ان لوگوں کو اس کا ازالہ ہوا ہے، ان لوگوں کو معاوضہ دیا گیا یا نہیں دیا گیا ہے؟ جناب سپیکر صاحب! افسوس کا مقام ہے کہ یہاں پر ہاؤس میں بحث تو ہو جاتی ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا، اس کا بھی ازالہ کیا جائے اور جناب سپیکر صاحب! اس کے تدارک کیلئے میری اس ہاؤس سے گزارش ہے کہ آپ ایک آرڈر جاری کریں کہ DCOs اور ACOs وغیرہ اپنے حلقے میں، اپنے اپنے ڈسٹرکٹ میں، تحصیل میں جو بھی نئی نالے ہیں جن پہ تجاویزات ہیں یا جو اس طرح خوڑ یا نندی نالے ہیں، ان میں جو بھی تجاویزات ہیں، ان کو بالکل ختم کیا جائے کیونکہ کل جو نقصانات ہوئے ہیں، جانی یا مالی نقصانات ہوئے ہیں تاکہ یہ گورنمنٹ کو روزانہ ان آفات سے محفوظ بنایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، شکریہ۔ میڈم انیسہ زیب

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیل: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، آپ نے مجھے اجازت دی، آج صوبہ خیبر پختونخوا میں یوم شہداء انتہائی عقیدت و احترام سے منایا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر، یہ فیملی اپنے عظیم شہداء کی قربانی پر ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہے۔ اس صوبہ کی تاریخ میں اب تک 1511 کے لگ بھگ پولیس افسران اور جوانوں نے جام شہادت نوش فرمایا ہے، اس میں انتہائی قیمتی اور اعلیٰ پائے کے وہ افسران شامل ہیں جو خود ایک Icon کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج 14 اگست 2010ء میں جو ایک سب سے Senior

most جو شہید صفوت غیور خان، آج ہی کی تاریخ میں 2010ء میں انہوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس سے پہلے میں کس کس کا نام لوں؟ وہ ملک سعد ہو یا وہ ڈی آئی جی عابد خان ہو یا وہ کالام خان ہو یا وہ خان رازق ہو، ایک سلسلہ ہے نہ ختم ہونے والا۔ میں سمجھتی ہوں، ان لوگوں نے اپنے عوام، اس عوام اور اس صوبہ کی خاطر اپنا جو خون ہے، وہ بہا دیا اور جام شہادت نوش فرما کر انہوں نے سارے عوام کو ایک تحفظ دیا اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اسمبلی آج اتفاق سے خوش قسمتی سے، وہ اجلاس میں ہے اور ہم سب پر بھی واجب ہے کہ ہم اس موقع پر ان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کریں۔ ان کیلئے میری درخواست ہے آپ سے کہ مفتی صاحب سے کہہ کر ان کیلئے خاص فاتحہ ان شہداء کیلئے پھر کی جائے اور ان کے لواحقین کے ساتھ ایک اظہارِ یکجہتی کریں اور ان کے مسائل اور ان کے جو آگے فلاح و بہبود کیلئے کسی طور پر ان کی شہادت کو نہ بھولیں۔ میں آپ کو پھر یہ کلنر کرنا چاہتی ہوں کہ ان 1511 جو شہداء ہیں پولیس کے، اس میں 2006 سے اب تک 1133 پولیس، 1133 پولیس صرف 2006 سے لے کر اب تک، انہوں نے جام شہادت نوش کیا جو ایک بہت بڑی قربانی ہے اور آج اس یوم شہداء کے موقع پر ہم سب پر بھی لازم ہے کہ ان کو یاد کریں۔ آپ نے اس موقع پر مجھے اجازت دی، میں چاہوں گی کہ آپ ایک دفعہ دعا ضرور کروائیں۔

جناب سپیکر: میں مفتی فضل غفور صاحب کو پھر دعوت دیتا ہوں کہ وہ دعا بھی کریں اور کچھ خاص الفاظ ان کیلئے۔

مولانا مفتی فضل غفور: دعا فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

ایک رکن: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: اچھا پروگرام پھر، چونکہ یہ وضاحت کر لیں پھر اس کے بعد آپ۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: میں آپ کے توسط سے ریکوریٹ کروں گا کہ اگر ہم اپنے اس پروگرام کو، میں کوشش کرتا ہوں کہ جن دوستوں نے نکات اٹھائے ہیں، اس پر Respond کروں اور پھر بعد میں ان کے پروگرام میں بھی شریک ہوں۔



جناب سپیکر: جو گورنمنٹ کے اقدامات ہیں، وہ بھی، کیونکہ ٹائم بھی شارٹ ہے، نماز اور اذان ہو جائے گی تو سارا وہ۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر (بلدیات): میں کوشش کرتا ہوں کہ بہت مختصر الفاظ میں، میں نے وہ سارے دوست جنہوں نے بحث میں حصہ لیا ہے، ان کے نام بھی میں نے نوٹ کر دیئے ہیں، انہوں نے جو نکات اٹھائے ہیں، وہ بھی میں نے نوٹ کر لئے ہیں۔

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! مجھے بھی ٹائم دیا جائے۔  
جناب سپیکر: بات کرتے ہیں، آپ بھی بات کر لیں گے۔

سینیئر وزیر (بلدیات): جن دوستوں نے نکات اٹھائے ہیں، وہ بھی میں نے نوٹ کر لئے ہیں اور جو اقدامات پر اونٹنل گورنمنٹ نے کئے ہیں، میں ان پر بھی بات کروں گا۔ مختصر بات کروں گا کہ ٹائم بالکل مختصر ہے، نماز کا وقت بھی آنے والا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ 31 جولائی کو پراونشل گورنمنٹ نے ایک نوٹیفیکیشن ایشو کیا ہے، جو گفتگو ہوئی، اس میں یہ نکتہ اٹھا کہ حکومت کا کوئی ایک سنٹر ہونا چاہیے، ڈویژنل ہیڈ کوارٹر لیول پر، لیکن یہ سنٹر ڈسٹرکٹ لیول پر بن چکا ہے اور District Disaster Management Authority کا وہاں پر یونٹ بن چکا ہے، ڈپٹی کمشنر اس کا انچارج ہے اور ہر ڈپٹی کمشنر کو 382 ملین روپے، ہر ڈپٹی کمشنر کو، چترال کے علاوہ اور لکی کے علاوہ، لکی کے ڈپٹی کمشنر کو زیادہ ریلیز ہو چکے ہیں، ہر ڈپٹی کمشنر کو 382 ملین روپے ریلیز ہو چکے ہیں اور وہ ایمر جنسی کے طور پر ان کے پاس موجود ہیں اور وہ اس فنڈ کو جہاں بھی مصیبت ہو، اس کو خرچ کر سکتا ہے، ان کو اس کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ابھی تک جو ریلیز کئے ہیں، اس میں One billion روپے انہوں نے ایمر جنسی فنڈ میں PDMA کو ریلیز کئے ہیں، کوئی 14 کروڑ، یہ بات درست نہیں ہے کہ چترال میں وزیر اعلیٰ صاحب سات روز بعد گئے ہیں لیکن وہاں این ڈی ایم اے، پی ڈی ایم اے، پاک آرمی، ایری گیشن، سی اینڈ ڈیلیو، لوکل گورنمنٹ، پی ایچ ای، جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس تھے، ان کے سارے Representatives موجود تھے اور 14 کروڑ روپیہ بہت پہلے ریلیز کیا گیا تھا۔ یہ 50 کروڑ کے اناؤنٹمنٹ سے پہلے 14 کروڑ اناؤنٹمنٹ ہوا تھا۔ جس روز پرائمری منسٹر صاحب آئے، اس روز ہم سارے ان کے ساتھ موجود تھے، چیف منسٹر صاحب موجود تھے، کیبنٹ کے

دوسرے Colleagues موجود تھے اور ان کے پورے پروگرام میں ہم شریک رہے۔ اگلے روز بھی ہم وہاں رہے، پھر اس کے اگلے والے روز بھی چیف منسٹر صاحب وہاں چترال کے اندر رہے اور ہم نے پیدل چل کے مختلف Valleys کا بھی خود معائنہ کیا، خود دیکھا۔ جو پرائم منسٹر صاحب نے 50 کروڑ اعلان کیا ہے، وہ پیسے انہوں نے ریلیز کئے ہیں، وہ پرو نیشنل گورنمنٹ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اصل میں فیصلہ یہ ہوا تھا جو ابتدائی وہاں پی ڈی اے، آرمی کے جے اوسی نے جو Presentation پیش کی اور جو این ڈی ایم اے، پی ڈی ایم اے، سی اینڈ ڈبلیو، ایری گیشن، لوکل گورنمنٹ، پبلک ہیلتھ، ان سب کی رپورٹ تھی، وہ ابتدائی رپورٹ یہ تھی کہ ایک ارب کے نقصانات ہوئے ہیں۔ جس روز پرائم منسٹر صاحب آئے تھے تو پرائم منسٹر صاحب نے کہا کہ 50 کروڑ روپے میں دیتا ہوں اور 50 کروڑ روپے وہ پرو نیشنل گورنمنٹ Contribute کرے۔ اس کے بعد وہاں کے ایم پی ایز، منتخب ایم پی ایز، سلیم خان صاحب اور ہمارے دوسرے کولیک سردار حسین صاحب جو ہیں، وہ تھے، وہاں کے ایم این اے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں نقصانات بہت زیادہ ہیں اور جو ابتدائی اندازہ لگایا گیا ہے، یہ درست نہیں ہے۔ اس پر پرائم منسٹر اور چیف منسٹر نے کہا کہ یہ ایک Permanent ہمارے درمیان انڈر سٹینڈنگ ہے کہ جتنے بھی نقصانات ہوں گے، اس میں 50-50 ہم Contribute کریں گے۔ اس لئے میں میڈیا کے Through فیڈرل گورنمنٹ کو وہی، جو وعدہ انہوں نے کیا ہے، وہ وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ اس سیشن کے اندر فیصلہ ہوا تھا۔ جو Latest تخمینہ ہے، اگرچہ وہ 100 پر سنٹ اس کی مطلب Assessment نہیں ہوئی ہے لیکن یہ جو نقصانات کا چترال کے اندر اندازہ ہے، وہ کوئی چار ارب تک پہنچنے کا خدشہ ہے اور اس وقت تک جو پورے صوبے کے اندر نقصانات ہوئے ہیں، اس میں کوئی 2682 گھر Partially جو ہیں، وہ Damage ہو چکے ہیں۔ یہ ابھی تک جو ہماری Assessment ہے، Fully damaged 398 گھر ہیں جو کہ مکمل طور پر بہہ چکے ہیں، کوئی 80 جو ہیں Dead bodies، 58 Injured ہیں اور 326 جو ہیں وہ مال مویشیوں کو نقصان پہنچا ہے۔ آٹھ افراد جو ہیں وہ Missing ہیں، یہ وہ کچھ مالی اور جانی نقصان ہے۔ اس کے علاوہ چترال کے اندر تو رابطہ سڑکیں، ایری گیشن چینلز، پبلک یعنی کمیونٹی اور حکومتی، Bridges اور پورے کے پورے گاؤں بہہ چکے ہیں۔ اب منور خان صاحب نے بھی اشارہ کیا، میرے خیال میں کئی بھی Severely

Hit Areas میں ہے اور یہ یہ اضلاع ہیں کہ جن سے ہمیں رپورٹیں مل گئی ہیں، چترال، ایبٹ آباد، پشاور، کوہاٹ، کرک، چارسدہ، بنوں، شانگلہ، بگرام، سوات، دیر لور، ٹانک، ڈی آئی خان، لکی مروت، دیر اپر، بونیر، مردان، ہنگو۔ یہ سارے جو گلرز میں نے آپ کے سامنے Quote کئے، یہ انہوں نے، یہ اضلاع سے ملے ہیں۔ ان کے ڈپٹی کمشنر کے پاس 382 ملین روپے، ہر ڈپٹی کمشنر کے پاس موجود ہیں۔ میں نے آپ کو فنانس ڈیپارٹمنٹ سے جو گلرز ریلیز، پیسے ریلیز ہوئے ہیں، اس کا بھی ذکر کیا۔ چیف منسٹر نے چترال کے ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ اگر آپ ایک دن میں ایک ارب روپے بھی خرچ کر سکتے ہیں تو We will provide you، اگر آپ ایک دن میں ایک ارب روپے بھی خرچ کر سکتے ہیں، آپ کے اندر Capacity ہے، آپ خرچ کر سکتے ہیں تو یہ ایک ارب روپے ہم آپ کو ریلیز کریں گے اور آپ کو دیں گے لیکن پیسوں کی آپ کو کمی نہ آنے دیں اور ہر جگہ اب ڈپٹی کمشنر کو بالکل مکمل طور پر بااختیار بنایا جا چکا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ ایمر جنسی کے اندر اگر آپ کا کوئی یونٹ ایسا نہ ہو کہ جن کو اختیار دیا جائے، جن کو پیسے دیئے جائیں، جو ایمر جنسی میں Act کریں، جو ایمر جنسی میں جا کر اعلان کریں، ایمر جنسی میں پر چیز کریں، ایمر جنسی میں اپنے وسائل کو Mobilize کریں تو پھر کام نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی بنیاد پر 31 جولائی کو یہ نوٹیفیکیشن جاری ہوا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو ہیڈ بنایا گیا ہے اور سارے لائن ڈیپارٹمنٹس اس کے ماتحت ہیں اور ان کے پاس فنڈ، ان کو ایمر جنسی فنڈ دیئے گئے ہیں اور جو نہی کوئی آفت آتی ہے، مصیبت آتی ہے، وہ Assessment کر کے حکومت کو، پی ڈی ایم اے کو رپورٹ کرتے ہیں اور پھر وہ Accordingly ان کو ریلیز ہوتے ہیں۔ یہ بات اٹھائی گئی کہ جو Dead bodies ہیں، Injured ہیں اور جو مکانات Fully damaged یا Partially میرے کو لیگز کو معلوم ہے اور تین لاکھ Dead body کے اوپر ہے، ایک لاکھ زخمی کے اوپر ہے اور ایک لاکھ روپے جو ہے، وہ پچاس ہزار روپے، وہ Fully damaged home ہے اور پچیس ہزار روپے Partially damaged ہے اور اس کا پروسیجر یہ ہے کہ اس کا ایک پرو فارما ہے، وہ ڈپٹی کمشنر ساری رپورٹس Consolidate کرتا ہے، اس میں ایم پی اے کا بھی دستخط ہوتا ہے، وہ جب Consolidate ہوتے ہیں تو پی ڈی ایم اے کے پاس آتے ہیں تو ان کو پیسے پھر ریلیف ڈیپارٹمنٹ کے

پاس آتے ہیں تو ان کو پیسے ریلیز ہوتے ہیں۔ جن ایم پی ایز صاحبان نے اپنے اپنے حلقوں کے اندر مسائل کی طرف نشاندہی کی ہے، ان کو میں نے بھی نوٹ کیا ہے اور میں نے سیکرٹری ریلیف سے بھی بات کی ہے وقفے میں، کہ وہ ان سب کو نوٹ کریں اور جنہوں نے بالکل Concrete کسی، جس طرح منور خان صاحب نے ایک روڈ کا حوالہ دیا تو وہ ان ایم پی ایز کے ساتھ In touch رہیں، ان کے ساتھ رابطہ کریں اور اس پہ فوری طور پہ پی ڈی ایم اے والے اپنے طور سے، کیونکہ یہ مینڈیٹ ہے پی ڈی ایم اے کا، سی اینڈ ڈبلیو کا، سی اینڈ ڈبلیو Assessment اور اس کیلئے پی سی ون وغیرہ تیار کرے گا۔ پی ڈی ایم اے کا، پی ڈی ایم اے کا مینڈیٹ ہے، تو وہ ان رابطہ پلوں وغیرہ کو اپنے پلان کے اندر، Rehabilitation plan کے اندر شامل کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور ہم آپ کو ایٹورنس دلاتے ہیں، آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جو نقصانات ہوئے ہیں، ان کو Rehabilitate کیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور اگر ہماری اے ڈی پی کو Suspend کرنے کی ضرورت پڑی اور کسی نکتے پر اور کسی نتیجے پر، کسی وقت ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ جو ہمارے پاس فنڈز ہیں، وہ ناکافی ہیں، تو سب کیلئے اے ڈی پی کو بھی Suspend کیا جاسکتا ہے، اس کو Suspend کریں گے، اس میں کوئی ہمارے لئے مسئلہ نہیں ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ چترال کے علاوہ باقی جن جگہوں کے اندر نقصانات ہوئے ہیں، وہ Manageable ہیں۔ چترال ذرا Extra ordinary case ہے، غیر معمولی نقصان ہوا ہے، ان کو Rehabilitate کرنے کیلئے زیادہ وسائل جمع کرنے ہوں گے، ان کیلئے زیادہ وسائل خرچ کرنے ہوں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے قدرتی آفات اور ایمر جنسیز کیلئے جتنے پیسے رکھے ہیں، ان سے ہم ان جگہوں کے اندر Respond کر سکتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس سلسلے میں کسی سیاسی تقسیم کا اپنے آپ کو شکار نہیں ہونے دیں گے۔ میں نے آپ کو بتا دیا کہ چترال کے اندر وہاں کے ایم این اے کا تعلق آل پاکستان مسلم لیگ سے ہے، مشرف صاحب کی پارٹی سے ہے، وہاں کے دو ایم پی ایز پاکستان پیپلز پارٹی سے ہیں اور وہ اس کو چیف منسٹر صاحب نے، Evening کو جو میٹنگ ہوئی، اس میں وہاں کے جی اوسی صاحب نے شرکت کی، چیف منسٹر صاحب تھے، صوبائی منسٹر تھے اور Aligned departments کے لوگ تھے۔ ان سب کو چیف منسٹر صاحب نے انسٹرکشنز دیں کہ یہ دونوں ایم پی ایز ادھر آئیے اور انہی کی نشاندہی کے اوپر آپ کام کریں گے۔ جہاں جہاں جن لوگوں کے حلقوں میں کام ہوئے،

سیلاب کی وجہ سے نقصانات ہوئے ہیں، وہ ڈپٹی کمشنر کو اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو اور پی ڈی ایم اے کو رپورٹ کریں، ان شاء اللہ ہم ان کو بغیر کسی سیاسی وابستگی کے اس میں Accommodate کریں گے۔ ایک بات بابک صاحب نے اٹھائی، آئی این جی اوز، این جی اوز کی، ان کی بات بالکل درست ہے اور ہم تو اپیل بھی کرنا چاہیں گے کہ آئیں اور فیلڈ کے اندر موجود ہیں اور مزید بھی آئیں اور کام کریں۔ جن کو چونکہ چترال اپر ڈیر اور لوئر ڈیر اور پشاور کا اور ہمارے صوبے کا میجرٹی علاقہ جو ہے، ایریا ہے، تو اس میں وہ اپنی جوائن اوسیز ہیں، ان پراسیس سے جوائن جی اوز، آئی این جی اوز گزرے ہیں، وہ آ کے بالکل کام کر سکتے ہیں، ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ظاہر ہے جن کو این اوسیز نہیں ملی ہیں، جن کو کلیئرنس نہیں ملی ہے، ان کا تھوڑا مسئلہ رہے گا، این جی اوز اور آئی این جی اوز کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے اور چترال کے اندر بھی ہم نے دیکھ لیا، لوگ موجود تھے، چترال کے اندر بھی این جی اوز اور آئی این جی اوز موجود تھے اور وہ کام کر رہے تھے اور وہ اس میٹنگ میں شرکت کر رہے تھے۔ جو میٹنگ شام کو ہوتی تھی جس میں آرمی کے لوگ اور سارے، یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ کوآرڈینیشن نہیں ہے، بالکل کوآرڈینیشن موجود ہے، وفاقی حکومت صوبائی حکومت اور این ڈی ایم اے، پی ڈی ایم اے، آرمی، سی اینڈ ڈبلیو، ایریگیشن، پبلک ہیلتھ، ان سب کے درمیان کوآرڈینیشن موجود ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو مسلسل آفات اور ڈیزاسٹرز آئے ہیں اور اس کے نتیجے میں جو پی ڈی ایم اے بنی ہے، این ڈی ایم اے بنی ہے، 2005 سے لیکر یہ سلسلہ جب شروع ہوا ہے تو اس سے کافی، ایک Response کے طور پر ایک انفراسٹرکچر اور Institutional arrangement اور میکینزم جو ہے، وہ ڈیولپ ہوتا جا رہا ہے اور اس کے نتیجے میں اس کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ Co-ordinate کریں، تو کوآرڈینیشن بھی الحمد للہ موجود ہے اور اس میں اس وجہ سے جب پرائم منسٹر صاحب آئے تو پرائم منسٹر چیف منسٹر کو اپنے ساتھ لے کے چلے، گورنر صاحب بھی موجود تھے، ان کی کیبنیٹ کے سارے Colleagues اور ٹیم بھی موجود تھی، آرمی کے لوگ بھی موجود تھے، صوبائی حکومت کے لوگ بھی موجود تھے اور ایک کوآرڈینیشن کے ساتھ وہاں چترال کے اندر بھی کام ہو رہا ہے اور جہاں جہاں سے دوستوں نے سیلاب کے اندر تباہ کاریاں رپورٹ کی ہیں جو ہم نے ادھر نوٹ کی ہیں، ہم نے نوٹ نہیں کی ہیں، سیکرٹری ریلیف موجود ہیں، میں سیکرٹری ریلیف کو یہ انسٹرکشنز دیتا

ہوں کہ وہ یہاں سے انہوں نے جو Notes لئے ہیں اور جن کی طرف سے Tangible کوئی Suggestions آئی ہیں، ان ایم پی ایز کے ساتھ بھی رابطہ کریں، جن کے حلقوں کے اندر نقصانات ہوئے ہیں، ان کے ساتھ بھی رابطہ کریں اور ہمارے Elected representatives کو وہاں جہاں ان کے ہاں نقصانات ہوتے ہیں، ان کو Involve رکھیں اور ڈپٹی کمشنر صاحبان، ان کو بھی 'اپ ڈیٹ' رکھیں، ان کو Involve رکھیں۔ وہ کمیونٹی کے اندر موجود ہوتے ہیں، یہ ان کیلئے فائدہ دینگے، یہ ان کو Exact information فراہم کریں گے۔ ہمارے Elected representatives ان کو Exact information فراہم کریں گے اس لئے میں یہاں سے حکومت کی طرف سے ان کو یہ انسٹرکشنز ایشو کرتا ہوں کہ وہ ہر جگہ ہمارے Elected representatives کو Involve کریں۔ میں آپ کو ایشورنس دیتا ہوں اور اس کے باوجود بھی اگر کوئی بات رہ گئی ہے تو یہ اجلاس Continue ہے، چلتا رہے گا، اس میں ہمارے کیبنیٹ کے دوست موجود رہتے ہیں، میں خود بھی ان شاء اللہ و تعالیٰ ایوان کے اندر آتا ہوں گا، آپ لوگ اٹھائیں اور ہم ان شاء اللہ و تعالیٰ اس پر Respond کریں گے اور سیلاب کے حوالے کوئی سیاست نہیں ہوگی، نہ کوئی سیاست کریں گے ان شاء اللہ و تعالیٰ، بلکہ سیلاب کے دوران، تباہ کاریوں کے دوران، قدرتی آفات کے دوران، Man made آفات کے دوران ان شاء اللہ و تعالیٰ ایک دوسرے کے ساتھ مل کے ان سے نمٹنے کی کوشش کریں گے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس کے نتیجے میں ہماری Capacity build ہو، ہماری Competencies build ہوں اور ایک Institutional Mechanism develop ہو کہ جس کے نتیجے میں ہم ان آفات سے نمٹ سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک چیز جو ہے، ایک Improvement آئی ہے چترال کے اندر، گو کہ اس میں ہم کامیاب نہیں رہے کیونکہ چترال کا جو سیلاب تھا، وہ Unpredictable تھا، وہ Flash flood کی وجہ سے ہے، گلشیسیرز کی Melt ہونے کی وجہ سے ہے اور اس وجہ سے اس کو Predict نہیں کیا جاسکا لیکن جو نچلے علاقے ہیں، وہاں Early Flood Warning System کے نتیجے میں جانی نقصان اتنے نہیں ہوئے ہیں جتنے کہ پہلے ہوا کرتے تھے، ان شاء اللہ اس سلسلے کو Improve کرتے رہیں گے۔ میں آپ کا مشکور ہوں اور ان سب دوستوں کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے ڈیپٹی کے اندر حصہ لیا۔ Thank you very much.

جناب سپیکر: شوکت یوسفزئی ایک ریزولوشن پاس کرانا چاہتے ہیں۔

جناب سردار حسین: جی، زہ یو منت خبرہ کوم۔

جناب سپیکر: Exact یو منت۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، زہ Repeat کول نہ غوارم، پرون خو دلته د رول 63 حوالہ ورکری شوپ وہ او زما یقین دا دے چپ تاسو پخپلہ ہم دلته بیا او وئیل، او فرمائیل تاسو چپ د 63 د لاندی چپ کوم آنریبل ممبر صاحب Arrest شوے دے، تاسو ته Intimation نہ دے شوے، زہ دا گنرمہ چپ د هغی رولز مطابق د دپ ٲول هاؤس استحقاق مجروحہ شوے دے نو ما وئیل چپ دا ستاسو پھ نوٲس کبٲی راولم چپ دا خو Intimate کول پکاروو، د 63 د لاندی پکار داوہ چپ دا Intimate شوے وو۔ احتساب کمیشن چپ دے، دا استحقاق مجروحہ شوے دے د ٲول هاؤس سپکر صاحب! بیا A 65 ته زہ ستاسو توجه راگرخول غوارمہ او کہ تاسو لٲر مناسب گنری نولٲر وخت کبٲی زہ دا Read out کول غوارمہ، گنی دا ہم د رولز مطابق خبرہ ده۔

جناب سپیکر: زما صرف دو مرہ، بانگ به او وائی او دا شوکت خان ریزولوشن پاس کول غواری۔

جناب سردار حسین: ٲیر شارٲ، ٲیر شارٲ جی، مہربانی۔ 63 وائی جی:

“A: The Speaker on the written request of the Member in custody or on his behalf by the respective parliamentary leader may, if deem appropriate, summon the member in custody, on the charge of non bailable offence, to attend a sitting or sittings of the Assembly.”

سپیکر صاحب، دا به ریکویسٲ کوؤ چپ چونکہ نن تاسو ته Written form کبٲی ممبر صاحب Application کرے دے نو دا به مونٲر مناسب گنرو چپ تاسو ته ریکویسٲ او کرو خکہ چپ کہ د 63 د لاندی احتساب کمیشن د دپ ٲول هاؤس استحقاق مجروحہ کرے دے نو زما یقین دادے چپ تاسو ته به دا ریکویسٲ کوؤ چپ دا تاسو Production Order د هغوی او کری۔ ٲیره مہربانی به وی۔

جناب سپیکر: زمونہ سیکرٹریٹ تہ بالکل Application ملاؤ شوے دے او  
According to Law چہ خہ پروسیجر وی نو ان شاء اللہ هغه به کوؤ۔ شوکت  
یوسفزئی صاحب، پلیز۔

(قاعدہ کا معطل کیا جانا)

جناب شوکت علی یوسفزئی: جناب سپیکر، زہ د تولو نہ ورومبے دہ ایوان تہ  
درخواست کوم چہ رول 240 تحت 124 معطل کرے شی او ماتہ د د قرارداد  
اجازت راکرے شی۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that rule 124 may be  
relaxed under rule 240, to allow the honorable Members to move  
their resolution? Those who are in favour of it may say 'Yes' and  
those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it.\_

جناب شوکت یوسفزئی: جناب سپیکر! بہت Important یہ قرارداد ہے اسلئے کہ کراچی کے اندر جو  
رینجرز آپریشن ہو رہا ہے، اس کی وجہ سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ کافی حد تک امن وہاں بحال ہو رہا ہے اور  
بجائے اس کے کہ اس پر وہاں کے رہنے والوں کو خوش ہونا چاہیے، وہاں کی نمائندگی کے دعوے کرنے  
والوں کو وہاں خوش ہونا چاہیے۔ ایم کیو ایم کے جو سربراہ جس طریقے سے لندن سے بیانات دے رہے ہیں  
اور جس طرح وہ گریٹر بلوچستان، گریٹر پنجاب جس طرح وہ باتیں کر رہے ہیں، اس طرح ملک توڑنے کی جو  
باتیں کر رہے ہیں، میرے خیال سے اس پر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ Kindly ریزولوشن پڑھ لیں۔

جناب شوکت علی یوسفزئی: میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ میں اس پر یہ قرارداد  
لانا چاہتا ہوں کہ یہ اسمبلی الطاف حسین کے حالیہ شرائط بیان جس میں پاکستانی افواج۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کس کس نے سائن کئے ہیں؟ سب نام بتاؤ، سب سے پہلے جو جو اس میں نام اور جس نے سائن  
کئے ہیں، آپ کے ساتھ، جو انٹ ریزولوشن ہے۔



جناب شوکت علی یوسفزئی: جی یہ جو اینٹ ریزیوشن ہے، جناب مشتاق احمد غنی صاحب، وزیر برائے اعلیٰ تعلیم و اطلاعات، جناب مظفر سید صاحب، وزیر برائے خزانہ، جناب شاہ فرمان صاحب، وزیر برائے آب و نشی، جناب امتیاز شاہد صاحب، وزیر برائے قانون، میری طرف سے اور جناب منور خان ایڈوکیٹ صاحب، ارباب اکبر حیات صاحب، سید محمد علی شاہ باچا صاحب، سمیع اللہ خان علیزئی صاحب، سید جعفر شاہ صاحب، محترمہ انیسہ زیب طاہر خیل صاحبہ اور اراکین صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا۔  
 جناب سپیکر: بسم اللہ جی، پڑھیں۔

#### قرارداد

جناب شوکت علی یوسفزئی: یہ اسمبلی الطاف حسین کے حالیہ شرانگیز بیان جس میں پاکستانی افواج اور ریاست کے خلاف نفرت کی مذمت کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ اس بیان میں الطاف حسین کا بھارت کو مداخلت کی دعوت دینا قابل مذمت اور اقوام متحدہ کو لکھے گئے خط میں مداخلت کی دعوت دینا افسوسناک ہے، لہذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ الطاف حسین کو انٹرنیٹ پول کے ذریعے گرفتار کر کے پاکستان لایا جائے اور اس کے خلاف غداری کا مقدمہ فوری طور پر درج کیا جائے۔

**Mr. Speaker:** The motion before the House is that joint resolution, moved by the honorable Members, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

**Mr. Speaker:** The 'Ayes' have it. The resolution is adopted unanimously. The sitting is adjourned till 3.00 p.m. of Friday afternoon.

---

(اجلاس بروز جمعہ المبارک، مورخہ 17 اگست 2015 بوقت تین بجے بعد از دوپہر تک کیلئے ملتوی ہو گیا)